عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۲ تا ۸ صفر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۹ مئی تا ۴ جون ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۱

قانونِ توہینِ رسالت

اسلامی مساوات

مرزا قادیانی
وحی اور سادہ لوحی

تاریکی سے اُجالے میں

پانچ عیسائیوں کے قبولِ اسلام کی دلچسپ داستان

ہفت روزہ ختم نبوت کا ۱۷واں سال

حضرت امیر مرکزیہ کا پیغام
شمع ختم نبوت کے پروانوں کے نام

قیمت : ۵ روپے

قضا روزے' ناپاکی میں تلاوت' نامحرم

شازیہ مشتاق' کراچی

س.... کیا رمضان کے روزے کی قضا ۹-۱۰ محرم کے نفلی روزوں کے ساتھ ہی ایک ہی نیت سے کی جاسکتی ہے؟

ج..... رمضان کے قضا کی نیت کیا کریں۔ دو نیتوں کو جمع کرنا صحیح نہیں۔

س.... ناغے کے دنوں میں چاروں قل اور آیت الکرسی پڑھ سکتے ہیں؟

ج..... قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں' البتہ دعائیں پڑھ سکتی ہیں۔

س.... بہن کی حیات اور موجودگی میں بہنوئی محرم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج..... بہنوئی ہر صورت میں نامحرم ہے۔

س.... مستند ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے بتادیں؟

ج..... تفسیر "معارف القرآن" تالیف حضرت مفتی محمد شفیعؒ بھی مستند ہے' اور مفید بھی۔

حلف اٹھانا' سود' ٹی وی' وی سی آر اور ڈش کا کاروبار

غلام محمد سموں' نوابشاہ

س.... ہم کچھ دکاندار ہاتھ میں قرآن پاک لے کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم سب کمپنی کی مقرر کردہ قیمت سے کوئی سامان کم قیمت پر فروخت نہیں کریں گے۔ کیا یہ حلف اٹھانا شرعی اعتبار سے درست ہے؟

ج..... ایسا حلف اٹھانا درست نہیں۔ اور حلف اٹھاکر اگر توڑ دیا ہو تو قسم کا کفارہ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اس کی قیمت ادا کردینا چاہئے۔

س.... کچھ کمپنیاں یہ کہتی ہیں کہ اگر آپ نے میعاد مقررہ میں مال کی رقم ادا نہ کی تو ہم مقررہ فیصد کے حساب سے مارک اپ وصول کریں گے' اور اگر آپ نے مال کی رقم مقررہ وقت سے پہلے ادا کی تو کمپنی آپ کو ارلی پے منٹ ادا کرے گی۔ اس کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

ج..... اس میں پہلی صورت سود ہے' اور دوسری صورت جائز ہے۔

س.... جو لوگ حلف اٹھاکر اور عہد کرکے خلاف ورزی کرتے ہیں' ان کی کیا حالت ہوگی؟

ج..... اوپر لکھ چکا ہوں کہ ان کو قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا ہوگا' اور ساتھ توبہ بھی کریں' کیونکہ اللہ کے نام کی بے حرمتی کی ہے۔

س.... ٹی وی' وی سی آر اور ڈش کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

ج..... جائز نہیں۔

س.... بینک سے سود والے پیسے اگر ہم استعمال نہ کریں تو وہ دوسرے غریب لوگوں کو یا مدارس کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج..... کسی محتاج کو بغیر نیت ثواب کے دیدیا جائے' دینی مدارس کو نہ دیا جائے۔ (واللہ اعلم)

عائشہ نام رکھنا

محمد ابراہیم' کراچی

س.... میں اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

ج..... "قاموس" میں لکھا ہے کہ صوف کا بالوں کے ساتھ ملانا' اور بھیڑ کے دودھ کو بکری کے دودھ سے ملانا' اور خبر کے کچھ حصہ کو چھپانا' ایسا کرنے والی عورت عائشہ کہلاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

سحری' استخارہ' بھنویں بنوانا

طلعت بشیر

س.... میں نے اپنے چار پانچ سالوں کے روزے پچھلے سال رکھے۔ سحری کے لئے آنکھ نہ کھلنے کے سبب اکثر اوقات سحری نہ ہوسکی۔ کسی نے مجھے بتایا کہ سحری فرض نہیں ہے' لہٰذا اس طرح آپ کے روزے ہوگئے' آپ اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں؟

ج..... سحری کرنا فرض و واجب نہیں' البتہ سنت ہے۔ اگر کوئی سحری کئے بغیر روزہ رکھ لے تو روزہ ہوجائے گا۔

س.... میری بھنویں درمیان سے ملی ہوئی ہیں' جن کو میں درمیان سے صاف کرلیتی ہوں' لیکن باقاعدہ بھنویں نہیں بنواتی۔ کیا بھنویں درمیان سے صاف کروانا جائز ہے؟

ج..... بھنویں بنانا جائز نہیں۔ (واللہ اعلم)

مونچھیں کتروانا' وضو اور غسل

ماسٹر عبدالرزاق' حیدرآباد

س.... ہمارا غسل خانہ بہت چھوٹا ہے' بالٹی میں پانی لے کر غسل کریں تو بدن سے اچھل کر پانی بالٹی میں گرتا ہے۔ کیا اس طرح غسل ہوجاتا ہے؟

ج..... کوشش کرنی چاہئے کہ چھینٹے بالٹی میں نہ گریں' لیکن اگر گر جائیں تو وسوسہ نہ کیا جائے۔

س.... داڑھی شرع کے مطابق ہے' مگر مونچھیں استرے سے صاف کرواتا ہوں' کیا یہ صحیح ہے؟

ج..... جائز ہے۔

س.... غسل کرلیا' لیکن باقاعدہ وضو نہیں کیا تو کیا باقاعدہ وضو کرنا ضروری ہے؟ کیا اچھی طرح غسل کرنے کے بعد وضو نہ کیا جائے تو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج..... جائز ہے۔ (واللہ اعلم)

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲ تا ۸ صفر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۹ مئی تا ۴ جون ۱۹۹۸ء | شمارہ ۱

بیاد:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مولانا محمد علی جالندھریؒ

مولانا لال حسین اخترؒ

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا محمد جمیل خان

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سعید احمد جلالپوری

مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ٹائٹل ڈیزائن: خرم

کمپوزنگ: فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- مرزا قادیانی، وحی اور سادہ لوحی .... (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- تاریکی سے اجالے میں .... (محمد عمر فاروق) ۱۳
- مساوات اسلامی .... (مولانا ابوالکلام آزاد) ۱۴
- قانون توہین رسالت انسانی حقوق اور امریکی مداخلت (محمد عطاء اللہ صدیقی) ۱۹
- قانون توہین رسالت .... (ڈاکٹر فدا محمد) ۲۰
- ختم نبوت کے موتی .... (مولانا عبدالشکور دین پوریؒ) ۲۱
- عالم اسلام کا اتحاد...... کیوں اور کیسے؟ .... (مولانا شمس الدین ندوی) ۲۲

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۲۵ روپے، سہ ماہی: ۶۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹ ۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان، فون: ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری، طابع: سید شاہد حسن، مطبع: القادر پرنٹنگ پریس، مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۹۵۔اے اور ۲۹۵۔سی کو ختم کرنے کی قادیانی سازشیں

گزشتہ دنوں عیسائی بشپ کی جانب سے خودکشی کے واقعہ نے پاکستان میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تصادم اور کشیدگی کی فضا پیدا کردی تھی اور بعض مقامات پر تصادم بھی ہوا لیکن مسلمانوں کے صبر و تحمل کی وجہ سے فسادات زیادہ نہیں ہوئے اگرچہ بعض عیسائی لیڈروں کی جانب سے ابھی شرارت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ دوسری طرف امریکہ مغربی طاقتیں اور یہودی اور قادیانی لابیاں اس کوشش میں ہیں کہ پاکستان کا اسلامی تشخص ختم ہوجائے' جس کے لئے وہ اس واقعہ کو بنیاد بنا کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

توہین رسالت کا قانون دراصل قادیانیوں کے لئے بنایا گیا ہے' عیسائیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے' عیسائیوں کے مذہب میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام واجب الاحترام ہیں۔ وہ تو احترام میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کا درجہ دے دیا لیکن قادیانی مذہب کی بنیاد ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین پر رکھی گئی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیکھی جائیں تو کوئی شریف آدمی انہیں پڑھنا برداشت نہیں کرے گا۔ ایسی ایسی غلط باتیں لکھی ہیں کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پتہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتنی توہین کرنے کے باوجود عیسائی کس طرح قادیانیوں کی سرپرستی کرتے ہیں یا ان کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔ ہمیں بہت سے قادیانیوں نے کہا ہے اور انہوں نے ایک رپورٹ بھی شائع کی ہے جس میں وضاحت سے لکھا ہے کہ ۲۹۵۔اے اور ۲۹۵۔سی دراصل ہمارے سدباب کے لئے بنائی گئی ہے۔ اب اگر قادیانی بذات خود اس قانون کے خلاف احتجاج کے لئے کھڑے ہوتے تو مسلم قوم کسی صورت میں ان کے اس مطالبہ پر کان نہیں دھرتی بلکہ مسلم قوم کو جواز مل جاتا کہ وہ قادیانیوں سے متعلق مزید آئین سازی کرتے اس لئے قادیانی جماعت جو مکار اور دھوکہ باز جماعت ہے اور ہمیشہ دوسروں کے کندھوں پر رکھ کر شرارت کرتی ہے' اس نے عیسائیوں میں سے چوڑھوں کا انتخاب کرکے ان سے ایسی حرکتیں کرائیں جس سے توہین رسالت ہو اور پھر ان کو سزائیں ہوں تاکہ عیسائی اور یہودی ممالک اس کے خلاف آواز اٹھائیں لیکن ہمیشہ ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت سے کہیں گے کہ اگر اس میں ہمت ہے تو وہ خود میدان میں آئے اور اس قانون کے خلاف احتجاج کرے' عیسائیوں کو استعمال نہ کرے۔ یہ آئینی ترمیم مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کی انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے سلسلے میں ہے۔ ہم عیسائی برادری سے کہیں گے کہ قادیانیوں کے آلہ کار نہ بنیں اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ پاکستان اسلامی ملک ہے اور مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے امریکہ اور مغرب ایک طرف ہوجائے' مسلمان ان کا سامنا کریں گے۔ قادیانیوں کی سازشیں اس ملک میں کسی صورت میں کامیاب نہیں ہوں گی اور جس طرح پہلے قادیانی ذلیل و خوار ہوئے اسی طرح آئندہ بھی قادیانی ذلیل و خوار ہوں گے۔ پاکستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عقیدہ ختم نبوت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔ قادیانی' یہودی اور عیسائی باز آجائیں ورنہ مسلمان اگر میدان میں آگئے تو ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا۔ چاہے امریکہ خوش ہو یا ناراض۔

بھارت کا ایٹمی دھماکہ.............پاکستان کے لئے خطرے کی گھنٹی

گزشتہ دنوں بھارت نے پہلے تین ایٹمی دھماکے کئے اور پوری دنیا نے اس پر احتجاج کیا۔ ابھی احتجاج جاری تھا کہ بھارت نے دو مزید دھماکے کرکے احتجاج کرنے والوں کے منہ پر تھوک دیا اور اعلان کیا کہ اس کا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لئے نہیں' وہ ایٹمی طاقت بن کر پھر سی۔ٹی۔بی۔ٹی پر دستخط کرے گا' گویا وہ اب چھٹا ایٹمی ملک بن گیا ہے۔ بھارت کے دماغ میں بڑی قوت بننے اور ایشیا کی بالادستی حاصل کرنے کا بھوت سوار ہے اور اس کے لئے

وہ گزشتہ پچاس سال سے اقوام متحدہ' امریکہ اور مغربی ممالک کے قوانین اور دباؤ کی دھجیاں بکھیرتا رہا ہے اور ہر دفعہ دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود جدید سے جدید تباہ کن ہتھیار بناتا رہا ہے۔ پاکستان نے جب بھی احتجاج کیا تو اقوام متحدہ اور دنیا کے بڑے غیر مسلم ممالک نے ایک قرارداد پاس کردی اور بس' لیکن دوسری طرف پاکستان پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ بھارت کے ان تباہ کن اسلحہ کے مقابلے میں پاکستان نے غوری میزائل بنالیا تو تمام پابندیاں عائد کردی گئیں حتیٰ کہ ہمارے خریدے ہوئے ایف سولہ طیارے رقم کی ادائیگی کے باوجود روک لئے گئے۔ اسی طرح عراق اور لیبیا پر معمولی باتوں کی وجہ سے سخت اقتصادی اور معاشرتی بائیکاٹ کی پابندی عائد کردی گئی لیکن ہندوستان اور اسرائیل پر ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی بلکہ ان کی سرپرستی کی جاتی ہے صرف اس لئے کہ وہ کافر ملک ہے اور مسلمانوں کے خلاف اس کو تیار کیا جارہا ہے۔ بیت المقدس اور حرمین شریفین کے عدم استحکام کے لئے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل قائم کرکے ان کے لئے مستقل خطرات پیدا کئے گئے۔ امریکہ عرب ممالک کو اسرائیل سے ڈرا کر اپنے دام میں جکڑے رکھنا چاہتا ہے اور گزشتہ چند سال سے تو اس نے سعودی عرب میں فوجیں تک اتار دی ہیں۔ اس وقت مدینہ منورہ اور بیت اللہ شریف سے چند سو میل دور امریکی فوجیں تیار کھڑی ہیں۔ ادھر ایشیا میں پاکستان کے استحکام کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جارہا ہے۔ امام حرم نبوی شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی نے اس کی طرف خوب اشارہ کیا ہے کہ امریکہ یہودیوں کے ہاتھ میں کھلونا بنا ہوا ہے اور وہ سب مل کر مسلمانوں کو تباہ کرنے اور اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ ہم ہندوستان کے رویہ کی مذمت کرنے کے بجائے اپنے حکمرانوں سے کہیں گے کہ وہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق دشمن کے مقابلے میں اپنی استطاعت کے مطابق جہاد کی تیاری کریں اور دفاعی پالیسی کو مضبوط بنائیں۔ ہمیں امریکہ سے ہدایت لینے کے بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایات لینی چاہئیں۔ افغانستان کے مسلمانوں کو دیکھئے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر جہاد شروع کیا تو روس جیسی سپر طاقت سرنگوں ہوئی۔ امام حرم نے واضح کیا کہ ٹیکنالوجی یا اسلحہ کے ڈھیر کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی امداد ہے' اگر اللہ تعالیٰ کی امداد ہو تو اسلحہ کے ڈھیر دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں' امریکہ اسلحہ کے غرور و تکبر پر ناز نہ کرے' اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اس وقت آئے گی جب وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی کے ساتھ تھامیں گے۔ پاکستان کو اپنے دفاع سے کسی صورت میں غافل نہیں رہنا چاہئے اور فاقہ کشی کرکے ایٹمی ہتھیار تیار کرنے چاہئیں۔ دھماکہ کیا جائے یا نہ کیا جائے یہ الگ موضوع ہے لیکن ایٹمی طاقت بنے بغیر پاکستان کو سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ بھارت کی طرف سے دھماکہ ہونے کے بعد قادیانی لابی اکھنڈ بھارت کا وہ خواب جو مرزا بشیرالدین محمود دیکھا کرتا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہوگئی ہے اور اپنی لاشوں کو امانت کے طور پر دفن کرنے والے اب ان لاشوں کو ہندوستان کی سرزمین میں لے جانے کا خواب دیکھنے لگے ہیں۔ کنور ادریس جیسا بدترین متعصب پاکستان دشمن قادیانی انگریزی اخبارات میں مضامین لکھ رہا ہے کہ پاکستان کو ہندوستان کے مقابلے میں ایٹمی دھماکہ نہیں کرنا چاہئے' بلکہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا چاہئے تاکہ بھارت پاکستان پر قبضہ کرلے۔ کنور ادریس اور قادیانی جماعت کا یہ خواب بلی کے خواب میں چھیچھڑے کی طرح رہے گا اور پاکستان محفوظ رہے گا بشرطیکہ ہمارے حکمران اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھام کر امریکہ' یہودی' عیسائی اور قادیانیوں کی سازشوں کے دام فریب سے نکل کر ملک کی بقا کے لئے خوب جدوجہد کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے استحکام کے لئے اور پاکستان کو قادیانیوں' یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں سے بچانے کے لئے بھرپور قربانی دے گی اور انشاء اللہ پاکستان عقیدہ ختم نبوت کی برکت کی وجہ سے محفوظ رہے گا۔

حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی کی رحلت

علمائے دیوبند کے سرخیل شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلم والے گزشتہ دنوں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا دارالعلوم دیوبند کے فضلائے کرام میں سے تھے۔ جدوجہد آزادی سے لے کر آج تک ان کی تمام زندگی اشاعت دین کے لئے وقف تھی۔ آپ کا خاص موضوع روافض کی سرگرمیوں سے اہل سنت والجماعت کی حفاظت کرنا تھا۔ مسلک دیوبند پر مضبوطی سے قائم و دائم رہے۔ کئی کتابیں اہم موضوعات پر آپ نے تصنیف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر آپ کے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' حضرت اقدس فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب اور جاں نثاران ختم نبوت آپ کی رحلت پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اپنی رحمت کے شایان شان معاملہ فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے مبلغ مولانا عبدالعزیز جتوئی کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور جاں نثاران ختم نبوت دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور مولانا عبدالعزیز اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مرزا قادیانی — وحی اور سادہ لوحی

مرزا صاحب اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی تالیف سے کافی مدت پہلے مکالمہ' مخاطبہ' وحی اور الہام کی نعمت سے سرفراز ہو چکے تھے' اور یہ کتاب انہوں نے مامور من اللہ' مجدد' ملہم اور مثیل مسیح بن مریم کی حیثیت میں تالیف فرمائی تھی (مجموعہ اشتہارات ج اول ص ۲۳)

نیز اس کتاب کی عظیم ترین منقبت یہ ہے کہ وہ (عالم وجود میں آنے سے تقریباً" پندرہ سولہ سال پہلے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ عالی سے گزری' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بے حد پسند کیا' اور مرزا صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا نام قطبی بتایا جس کی تعبیر یہ تھی کہ "وہ ایسی کتاب ہے کہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے' جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۴۸' حاشیہ درحاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱' ص ۲۷۴'۲۷۵)

مرزا صاحب نے اس "قطبی" میں وہ تمام الہامات بھی درج کر دیئے جن کو وہ آئندہ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں پیش کرتے رہے' اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا "**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا' اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ ص ۴۹۸'۴۹۹' حاشیہ درحاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱' ص ۵۹۳)

اس کتاب کی تالیف کے دس بارہ سال بعد آپ نے فتح اسلام' توضیح مرام اور ازالہ اوہام نامی رسائل لکھے جن میں آپ نے یہ الہامی دعویٰ فرمایا:

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے پر کھول دیا ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا قرآن شریف میں تو کہیں ذکر نہیں' قرآن شریف تو ہمیشہ کے لئے اس کو دنیا سے رخصت کرتا ہے' البتہ بعض حدیثوں میں جو استعارات سے پر ہیں' مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کے لئے بطور پیش گوئی بیان کیا گیا ہے' سو ان حدیثوں کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس جگہ درحقیقت مسیح ابن مریم کا دوبارہ دنیا میں آجانا ہرگز مراد نہیں' بلکہ یہ ایک لطیف استعارہ ہے' جس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جو مسیح ابن مریم کے زمانہ کا ہمرنگ ہوگا' ایک شخص اصلاح خلائق کے لئے دنیا میں آئے گا جو طبع اور قوت اور اپنے منصبی کام میں مسیح کا ہمرنگ ہوگا..... اب جو امر کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر منکشف کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۹-۲۰)

مرزا صاحب کے پہلے موقف اور اس جدید انکشاف میں کھلا تضاد تھا' اس لئے سوال ہوا کہ آپ کو مسیح موعود بنانے والے الہامات تو براہین میں ہی ہو چکے تھے' وحی الٰہی بھی نازل ہوتی تھی' جب آپ قطب ستارہ جیسی غیر متزلزل اور مستحکم کتاب' اسلام کی حقانیت پر تصنیف فرما رہے تھے اس وقت آپ پر یہ "انکشاف" کیوں نہ ہوا؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح الزمان فرماتے ہیں:

"میں نے براہین میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں' سو اسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ "میں صرف مثیل موعود ہوں اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے' لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی" یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مروی کے لحاظ سے لازم ہے' کیونکہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کوئی دلیری نہیں کرسکتے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۴۹)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا مشہور عقیدہ (جو صدر اول سے آج تک متواتر

چلا آتا ہے) یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں' وہی دوبارہ بنفس نفیس تشریف لائیں گے' نیز نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آثار مرویہ بھی اسی مشہور عقیدہ کو بیان کرتے تھے' ادھر اس خاکسار ملہم کو اصل حقیقت کا علم نہیں ہوا تھا اس لئے ہم نے براہین میں مسلمانوں کا مشہور عقیدہ لکھ دیا۔

مرزا صاحب کا یہ جواب اگرچہ بڑا فکر انگیز ہے' لیکن افسوس ہے کہ اس سے ان کے تضاد کا معاملہ حل نہیں ہوا۔ اس لئے انہیں اس پر توجہ دلائی گئی تو جواب ارشاد ہوا "وہ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا" کا اچھا نمونہ ہے' فرماتے ہیں:

"اس وقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف دوڑتے ہیں' اور شقاوت سر پر سوار ہے' باز نہیں آتے' کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں۔ مثلاً" کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے' اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو' اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں؟ (حضرت جوش غضب میں آپ کو یاد نہیں رہا' براہین احمدیہ کا صفحہ ۴۹۸'۴۹۹ کھول کر دیکھ لیجئے' وہاں آنجناب نے قرآن کی آیت کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری ذکر کی ہے۔ ہاں قرآن کو "خدا کی وحی" نہ سمجھتے ہوں تو دوسری بات ہے' مدیر) اور مجھے کب دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ (عالم الغیب کا نہیں' لیکن وما ینطق عن الھویٰ کا دعویٰ تھا' خدا سے وحی پانے والا غلط عقیدے لکھے؟ کتنے شرم کی بات ہے' مدیر) جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا (بار بار سمجھانے کی ضرورت کیا ہوئی۔ خدا کا ایک بار سمجھانا کافی نہیں ہوتا؟ مدیر) کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے' تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آگیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے' جو میرے دل پر محیط ہوگیا' اور مجھے نور سے بھر دیا' اس رسمی' عقیدہ کو نہ چھوڑا' حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا' اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا (حضرت! دال بھی تو یہی تھا۔ آپ جواب دے رہے ہیں یا سوال دہرا رہے ہیں' مدیر) اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری' خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (جب آپ کو بتایا گیا تھا کہ آپ ہی اس آیت کے مصداق ہیں تو اس بتادینے کے بعد آپ نے اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو کیوں قرار دیا؟ مدیر) تاہم یہ الہام جو براہین میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا' مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذھول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذھول پر یہ دلیل ہے (ہاں! یوں سیدھے چلئے' مدیر) کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا' میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔ پھر میں قریباً" بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد کے رسمی عقیدہ پر جما رہا' جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوگئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ خدا نے میری نظر کو پھیر دیا' میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے' یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتائیں (جی نہیں آپ کے مخالف کیوں بتائیں' ماشاء اللہ آپ خود ہی اپنا سارا کچا چٹھا کھول رہے ہیں۔ ۔ "ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو"؟ مدیر) کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا..... پس وہ الہامات جو میری بے خبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں...... اگر وہ میرا افتراء ہوتے تو میں اسی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا' اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ ان دونوں متناقض مضمون کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی' اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔" (مرزائی امت گواہ رہے حضرت صاحب اپنی کتاب میں تناقض کا کھلا اعلان فرما رہے ہیں)' (اعجاز احمدی صفحہ ۶ تا ۸' روحانی خزائن ص ۱۱۳، ۱۹)

جواب کا حاصل یہ کہ مرزا صاحب کی فطرتی سادگی' غفلت و ذھول اور بے خبری بارہ برس تک اللہ تعالیٰ کی صاف' روشن کھلی کھلی وحی کا مدعا پانے سے قاصر رہی..... ادھر اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی بارہ سال تک' انہیں مسیح موعود کے منصب سے آگاہ کرتی رہی' ادھر مرزا صاحب کی البیلی سادگی وحی الٰہی کے مخالف لکھنے لکھانے پر بضد رہی...... یوں دو متناقض مضمونوں کے ایک جگہ جمع ہونے کی ذمہ داری مرزا صاحب پر نہیں بلکہ ان کی روایتی غفلت اور مدہوشی پر ہے' اور یہ ان کے کذب و افتراء کی نہیں بلکہ صدق و راستی کا اعجاز ہے۔ (جل جلالہ)

اس طویل اقتباس اور اس کی تلخیص سے مقصد صرف مرزا صاحب کی جامعیت اضداد کا دکھانا ہے۔ تاریخی و سیرت کے دفتر کھنگالو! مگر تمہیں کسی ایسے مدعی وحی و الہام کی نظیر نہیں ملے گی جو "وحی اور سادہ لوحی" کے شیشہ و سنگ کا جامع ہو' کیا اس سادہ لوحی اور غفلت و بے خبری کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی صاف' صریح اور کھلی کھلی وحی کے باوجود کوئی صاحب وحی بارہ برس تک اپنے منصب سے بے خبری کا شکار رہا ہو۔ اور بارہ برس بعد چونک کر وہ خدا سے کہے "میں خود تعجب کرتا ہوں کہ باوجود بار بار کی صریح روشن اور کھلی کھلی وحی کے میں آپ کا مدعا نہیں سمجھا تھا' معاف کیجئے! فقیر کو کچھ ذھول اور بھول کا عارضہ ہے۔" یعنی۔

مجھے قتل کرکے وہ بھولا سا قاتل
لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے؟
کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا بھول جانے کی کیا میری خو ہے!

آپ نے باقل اور شیخ چلی جیسے عاقلوں کے لطیفے ضرور پڑھے سنے ہوں گے' لیکن الہام و وحی اور نبوت و رسالت کا یہ دردناک تماشہ کس نے دیکھا سنا۔ پنجاب کو چودھویں صدی کا مجدد' مسیح اور نبی ملا بھی تو قادیاں کا وہ فرد یکتا جو بارہ اور بائیس برس تک بقول خود نشہ ذھول و غفلت میں خدا کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ حیف ہے اس وحی پر جو صاحب وحی کو اندھیرے میں رکھے' اور تف ہے اس نبوت پر جس کا کامل' بائیس برس تک خود گم کردہ راہ رہے...... مرزا جی کے ان لطائف پر ظاہر بینوں کو ہنسی آئے گی' لیکن جو لوگ وحی الٰہی کے تقدس اور نبوت و رسالت کی رفعتوں سے آشنا ہیں وہ ان لطائف کو سن کر خون کے آنسو روئیں گے' کہ قادیان کے ان مسیح صاحب نے ان مقدس اصطلاحات کی کیسی مٹی پلید کی' اور انہیں کتنی بے دردی سے پامال کر ڈالا۔ فاللہ المستعان والیہ المشتکی

مثال چہارم' تجدید اور شرک:

گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے کہ مرزا صاحب ایک مدت تک عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے رفع و نزول کے قائل رہے اور یہی عقیدہ انہوں نے آیت قرآن' آثار نبویہ اور عقیدہ امت مسلمہ کی روشنی میں اپنی "قطبی" میں درج کیا' لیکن اپنی عمر عزیز کی پچاس بہاریں دیکھنے کے بعد جب آپ نے خود مسند مسیحیت بچھائی تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو شرک' الحاد' تحریف اور تفسیر بالرائے کا خطاب دے کر نہ صرف تیرہ صدی کی امت کو مشرک و ملحد قرار دیا بلکہ اپنی سابقہ عمر پر بھی یہی فتویٰ جاری فرمایا' مرزا صاحب کے اس بے نظیر تضاد کا حل روزنامہ الفضل نے یہ نکالا ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرک ہے۔ لیکن پہلے براہین احمدیہ میں خود یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں' اب اگر کوئی شخص کہے کہ پھر آپ بھی شرک کے مرتکب ہوئے ہیں' تو ہمارا یہی جواب ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ آپ نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا جب قرآن کریم اور الہام الٰہی سے وضاحت نہیں ہوئی تھی۔ شرک کے مرتکب وہ ہیں جو اس وضاحت کے بعد ایسا کرتے ہیں۔" (۹ جولائی ۱۹۳۸ء قادیانی مذہب فصل دوم طبع جدید ص ۲۰۲)

الفضل کا مدعا یہ ہے جس طرح مرزا صاحب کو بارہ سال تک کھلی کھلی وحی الٰہی کا مفہوم ذہن نشین نہیں ہوا تھا' اسی طرح آپ شرکیہ عقیدہ کو بھی بصد شان تجدید اسلام ہی سمجھتے رہے' اس لئے شرک کے مرتکب ہرگز نہیں ہوئے' بارہ سال بعد مرزا صاحب پر الہام کا مفہوم کھلا اور مجدد سے مسیح بنے تو اسلامی عقیدہ شرک میں تبدیل ہو گیا۔ سبحان اللہ! کیا وقائق و معارف ہیں الفضل کی تصریح سے ایک اور عقدہ بھی کھلا وہ یہ کہ شرک کو شرک سمجھ کر آدمی کرے تو شرک کا مرتکب کہلاتا ہے' جب تک "الہام الٰہی" سے اس پر یہ "وضاحت" نہ ہو' تب تک شرک کی تعلیم دینے کے باوجود مشرک نہیں بلکہ مجدد اور مسیح ہوتا ہے۔۔

"جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی"

مثال پنجم' امتی و نبی:

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا' کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۸۸)

مرزا صاحب کی اس تصریح سے واضح ہے کہ جو شخص کامل طور پر امتی ہو وہ کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا' نہ اصلی نہ ظلی' نہ تشریعی نہ غیر تشریعی........ کیونکہ رسول اور امتی دونوں متبائن ہیں اور عقلاء جانتے ہیں کہ دو متبائن مفہوم ایک ذات میں بیک وقت جمع

نہیں ہو سکتے' مگر ہمارے مرزا صاحب کی مسیحائی نے دونوں کو بیک وقت جمع کر دکھایا۔ ان کی ساری عمر اسی دشت پیمائی میں گزری کہ وہ رسول بھی ہیں اور امتی بھی...... انہوں نے اس فلسفہ اجتماع ضدین کی تشریح میں سینکڑوں صفحات سیاہ کئے' مگر عقیدہ تثلیث کی طرح اس پیچیدہ فلسفہ کو غالباً" نہ وہ خود سمجھے' نہ امت کو سمجھا سکے' چنانچہ آج تک وہ اس عقدہ کو حل نہ کر سکی کہ وہ واقعتاً" کیا تھے؟ رسول اور نبی تھے؟ یا نرے امتی؟ یا یہ کہ کامل طور پر نہ وہ تھے' نہ یہ تھے بلکہ ایک برزخی مخلوق تھے۔؟۔

"چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیرا"

مثال ششم' نزول جبریل:

مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا انکار کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی تھی:

"ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبریل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے' کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۲۸۹)

مرزا صاحب کے پاس جبریل ایک بار نہیں' بلکہ بار بار آتا ہے' قرآن کریم جیسی قطعی وحی بھی نازل ہوتی ہے' مگر ان کی مسیحائی سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی' نزول جبریل کے لئے مندرجہ ذیل تصریحات ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) اور "میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸) اور "جس طرح یہ ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لئے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبریل نہ ہو۔" (ازالہ ص ۲۸۹)

۲۔ براہین احمدیہ میں اپنی وحی کے اقسام میں چوتھی صورت یہ بیان فرمائی ہے...... "یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔" (صفحہ ۲۲۸ حاشیہ در حاشیہ) وحی لانے والے فرشتہ کا نام جبریل ہے۔

۳۔ مرزا صاحب اپنا ایک طویل مکاشفہ بیان فرماتے ہیں اس کے ایک فقرہ کا ترجمہ یہ ہے "اور میں نے محسوس کیا گویا حضرت جبریل میرے پاس بیٹھے ہیں۔" (ترجمہ عربی از مرتب تذکرہ ص ۸۱۵، ۸۱۶ طبع دوم)

۴۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ کے ایک عربی الہام میں فرماتے ہیں **جائنی ائل واختار** "میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا" اور اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے' اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔"

۵۔ مرزا صاحب کے فرزند مرزا محمود صاحب کی روایت ہے:

"میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی' میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے' وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی' جس پر نیلا جزدان تھا' وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی' نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا' میں نے کہا یہ غلط ہے' میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے' مگر اس لڑکے نے کہا جبرائیل نہیں آتا' کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے' ہم میں بحث ہو گئی' آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا' آپ نے فرمایا "کتاب میں غلط لکھا ہے' جبرائیل اب بھی آتا ہے۔" (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء قادیانی مذہب فصل چہارم ۳۶' ص ۲۷۲ طبع جدید)

۶۔ مرزا صاحب مسیح ابن مریم سے اپنی مشابہت کی تشریح کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز معرفت میں "روح القدس" کا نزول اپنے اوپر تسلیم کرتے ہیں' جو بقول ان کے نر و مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور تینوں کا مجموعہ "پاک تثلیث" بن جاتا ہے۔ (دیکھئے توضیح مرام ص ۴۸' اسلامی اصطلاح میں "روح القدس" جبریل کا نام ہے)

۷۔ مرزا صاحب کے دعوائے نزول جبریل کی صاف صاف ترجمانی ان کے ایک حواری قاضی محمد یوسف صاحب ملتانی نے فرمائی ہے' وہ لکھتے ہیں "جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں ان کے واسطے یہ امر واضح رہے کہ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) کے پاس نہ صرف ایک بار جبرائیل آیا بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا تھا...... اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے' خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو (مثلاً "ٹیچی ٹیچی' مٹھن لال' شیر علی' سلطان احمد' غلام قادر' الٰہی بخش' حفیظ' ہتے' لڑکا' کرسی نشین' قصاب' کاتب' باغبان وغیرہ وغیرہ دیکھئے تذکرہ عنوان فرشتہ) یا جبرائیل کہو' اور چونکہ حضرت احمد علیہ السلام (مرزا غلام احمد) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا لہٰذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا نے اس فرشتہ کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ

فرشتہ جبرائیل ہی ہے۔" (النبوۃ فی الالہام ص ۳۰' قادیانی مذہب فصل چہارم ص ۲۷۴ طبع جدید)

خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت اور نزول جبرائیل مرزا صاحب کے نزدیک ناممکن بھی ہے اور واقع بھی...... ناممکن کو ممکن بنا دینا انہی کا مسیحائی کارنامہ ہے۔

مثال ہفتم' گستاخی اور کمال:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں' لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے' اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں' یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے' پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً" چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے' اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی' پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے' کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔" (ایام صلح ص ۱۴۶' روحانی خزائن ج ۱۴' ص ۳۹۳'۳۹۲)

مندرجہ بالا اقتباس میں مرزا صاحب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کی آمد کو قرآن کریم اور حدیث نبوی "لانبی بعدی" کی تصریح کے خلاف' شرارت' جرات' گستاخی' خیالات رکیکہ کی پیروی اور نصوص صریحہ کا عمداً" چھوڑنا قرار دیتے ہیں' اور صاف اعلان کرتے ہیں کہ جس میں شان نبوت موجود ہو اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ لیکن جب مرزا صاحب خود "شان نبوت" کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کے مقام رفیع پر فائز ہوتے ہیں تو یہی شرارت' جرات' گستاخی' خیالات رکیکہ کی پیروی اور نصوص صریحہ کا عمداً" پشت انداز کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال بن جاتا ہے' فرماتے ہیں:

"اور اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بندہ (مرزا غلام احمد) کا نام اسی لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا' اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے' جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے' اور کسی فرد پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں' اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے' ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد بجز کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کچھ نہیں' اور یہ اکابر اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم ہے' پس یہ صرف نزاع لفظی ہے۔" (ترجمہ استفتاء عربی' ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶' روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۶۳۷)

مرزا صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی نبوت کا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال نبوت کی دلیل ہے' مرزا صاحب خدانخواستہ نبوت سے سرفراز نہ ہوتے تو عقلاء کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال دعوائے بلادلیل ہوگا' اب اگر مرزا صاحب کی نبوت ناقص ہوگی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دلیل نبوت محمدیہ ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان رسول عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دیں تو معاذاللہ یہ شرارت اور گستاخی ہے' اور ایک نالائق غلام بروزی برقعہ پہن کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند پر قبضہ جمالے تو یہ کمال ہے۔ خوب کہا۔

خرد کا نام رکھ دیا ہے جنوں اور جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی گزشتہ نبی کی آمد کو ماننے والے شریر اور گستاخ ہیں' بعد ختم نبوت کے سلسلہ وحی نبوت جاری کرنے کے ملزم ہیں' مگر مرزا صاحب از سر نو نبوت و رسالت اور وحی کا سلسلہ جاری کر دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی دلیل مہیا ہو جاتی ہے..... چہ خوب۔

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہی تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

مثال ہشتم' محدث اور نبی:

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ چشم بددور مسیح موعود ہیں' اس لئے بیک وقت نبی بھی ہیں اور محدث بھی۔ اس کے لئے انہوں نے ظلی' بروزی' مجازی' استعاراتی' لغوی' وغیرہ اصطلاحات کا ایک ایسا جال پھیلایا ہے کہ ان کی امت تو اس سے کیا نکلتی وہ خود بھی اپنے دام تناقض کا شکار ہو کر رہ گئے اس کے سمجھنے کے لئے سب سے پہلے رسول اور محدث کی تعریف مرزا صاحب کے الفاظ میں پیش کر دینا مناسب ہوگا:

الف: رسول اور نبی: "اسلام کی اصطلاح کے مطابق نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں' یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (مرزا صاحب کا مکتوب ۱۷ اگست ۱۸۹۱ء مباحثہ

راولپنڈی ص ۴۵)

مرزا صاحب کی اس تعریف سے جو بقول ان کے اسلام کی اصطلاح کے مطابق ہے' واضح ہوا کہ جو شخص کسی نبی سے استفادہ کا مدعی ہو وہ رسول اور نبی نہیں ہو سکتا۔

ب:محدث: مرزا صاحب نے آئینہ وساوس میں صفحہ ۲۳۱ سے ۲۳۸ تک "محدث" کی تعریف کرتے ہوئے خوب آسمان و زمین کے قلابے ملائے ہیں' لیکن بالآخر نتیجہ یہ نکالا ہے:

"محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۸' روحانی خزائن ج ۵' ص ۲۳۸)

مرزا صاحب کی اس تعریف سے بھی واضح ہوتا ہے کہ محدث میں استعداد نبوت اگرچہ موجود ہوتی ہے' مگر چونکہ باب نبوت مسدود ہے اس لئے وہ بالفعل نبی نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے۔

رسول و نبی اور محدث کی تعریف سننے کے بعد اب مرزا صاحب کا دعویٰ سماعت فرمایئے:

ج:نبوت نہیں محدثیت: "سوال' رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے' اما الجواب "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ ص ۴۲۱)

د: محدثیت نہیں نبوت: "چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے (یعنی مرزا صاحب) وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا ہے' حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں"......... "مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں...... اگر خدا تعالیٰ نے غیب کی خبریں پانے والے نبی کا نام نہیں رکھا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے؟ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے' مگر نبوت کا معنی اظہار امر غیب ہے' اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے' یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں "خدا سے خبر پاکر پیش گوئی کرنا۔" سبحان اللہ جل جلالہ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۔۷)

پہلی عبارت میں نبوت و رسالت اور محدثیت کے درمیان تقابل کرتے ہوئے نبوت کی نفی اور محدثیت کا دعویٰ کیا گیا ہے' اور دوسری عبارت میں بھی ٹھیک وہی تقابل موجود ہے مگر اب اس کے برعکس نبوت کا دعویٰ ہے اور محدثیت کی نفی...... بقول غالب۔

"کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔"

مرزا صاحب کی امت آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ ان کا اصل دعویٰ کیا تھا' لاہوری کہتے ہیں کہ قادیانی نہیں سمجھے' اور قادیانی کہتے ہیں کہ لاہوری خارجی ہیں' وہ نہیں سمجھے' اور ہم کہتے ہیں دونوں ٹھیک کہتے ہو خود مرزا جی بھی نہیں سمجھے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا کہ حضور! آپ کے دعوؤں میں تناقض کیوں ہے؟ تو حضور فرماتے "میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوا" خدا سے پوچھئے سنئے:

تناقض کا سبب:

"رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا' اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں' اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمان کا' اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا' لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے...... پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے؟" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸' ۱۴۹ ملخصاً" روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۱۵۲' ۱۵۳)

وحی اور عقیدہ:

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا (مرزا جی کی امت کا لاہوری فرقہ کہا کرتا ہے کہ حضرت صاحب پر عقیدہ کی تبدیلی کا الزام محض تہمت ہے' اب فرمایئے یہ تہمت کس نے لگائی؟ مگر مرزا جی کے امتی بھی معذور ہیں جب خود مرزا جی نہیں جانتے کہ خدا نے ان کے ساتھ کیوں کیا؟ تو ان کے امتی بھی اگر نہ جانتے ہوں کہ ان پر یہ تہمت کس نے لگائی تو گلہ شکوہ کیوں کیجئے) اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا...... میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں' میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا

کی' وحیوں پر ایمان لاتا جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

"خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں ہیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا...... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا...... مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا' اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے' کیا انسان کا مقدر ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹-۱۵۰' روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۱۵۲'۱۵۳)

چلئے بحث ختم ہوگئی اس تناقض بیانی اور تبدیلی عقائد کا سارا الزام "وحی الٰہی کی بارش" اور "خدا کے فعل" پر عائد ہوا اور مرزا صاحب یہ کہہ کر "میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا؟" صاف چھوٹ گئے۔ جب مرزا صاحب بھی نہیں جانتے کہ خدا کے اس فعل میں کیا حکمت ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی امت بھی نہیں جانتی ہوگی' نہ جان سکتی ہے۔

آیئے! ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کو خدا نے اس تناقض میں کیوں ڈالا؟

مثال نہم' پاگل پن اور نبوت:

"ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں' کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے (غالباً جھوٹے نبی مراد ہیں' ورنہ سچے نبیوں کو مراق نہیں ہوتا) یا منافق۔" (ست بچن ص ۳۱' روحانی خزائن ج ۱۰' ص ۱۴۳)

"اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴' روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۱۹۱)

لیجئے یہ تھی حکمت خدا تعالیٰ کے فعل میں کہ مرزا جی نبوت و مسیحیت کے چکر میں ایسا الجھیں کہ خود اپنے کلام میں تناقض کا اقرار کرنے پر مجبور ہوجائیں اور تناقض کے نتیجے میں خود اپنی ذات پر یہ تین فتویٰ صادر فرمائیں...... لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی اسے فعل خدا کی حکمت سمجھنے سے قاصر ہے۔

مثال دہم' مراق اور نبوت:

مرزا صاحب کا ارشاد ہے "ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔" (سیرۃ المہدی ص ۳۰۴' ج ۳)

مراق اور نبوت کی یہ جامعیت بھی بلا شرکت غیرے مرزا جی کا حصہ ہے' ہاں وہ اس نعمت میں "سب (جھوٹے) نبیوں" کو بھی شریک فرمالیں تو ان کا مال ہے' جس کو چاہیں دیں' یہ دس مثالیں مرزا جی کی جامعیت اضداد کی' تشریح کے لئے کافی ہیں تاہم دسویں مثال مراق کی دلیل کے لئے ایک دو مثالیں اور بھی سن لیجئے:

مسیحیت کا صغریٰ کبریٰ:

الف : صغریٰ "خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے۔" (اربعین نمبر ۴' ص ۳۵ ملخصاً" روحانی خزائن ج ۱۷' ص ۴۶۱)

کبریٰ "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے' جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ ص ۱۹۰' روحانی خزائن ج ۳' ص ۱۹۲)

نتیجہ! بتایئے کم فہم کا فتویٰ کس پر عائد ہوا؟

ب : صغریٰ "خدا تعالیٰ نے........ مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲' روحانی خزائن ج ۲۲' ص ۷۵)

کبریٰ "میں نے یہ دعوائے ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں' جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔" (ازالہ ص ۹۲' روحانی خزائن ج ۳' ص ۱۹۲)

نتیجہ؟ سراسر مفتری اور کذاب کون ٹھہرا؟

ج : صغریٰ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء حقیقۃ النبوت ص ۲۷۲' ضمیمہ' ملفوظات ج ۱۰' ص ۱۲۷)

کبریٰ "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۲' ص ۲۹۷)

نتیجہ؟ بتایئے! مرزا جی کی لعنت کس پر ہوئی؟

د : صغریٰ "اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔" (ترجمہ الہام عربی حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷' حقیقت الوحی ج ۲۲' ص ۱۱۰)

کبریٰ "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اول ص ۲۳۰'۲۳۱)

نتیجہ؟ فرمایئے کاذب و کافر کون ہوا؟

مرزا صاحب کے تناقض دعاوی کی فہرست بڑی طویل ہے۔ وہ چشم بدور بیک وقت مسیح بھی ہیں اور کرشن بھی' مہدی بھی ہیں اور بے سنگھ بہادر بھی' محمد رسول اللہ بھی اور برہمن اوتار بھی' حارث بھی ہیں اور سلمان بھی' منصور بھی ہیں اور رودر گوپال بھی' آدم بھی ہیں اور خاتم بھی' مرزا صاحب کا قاری جو ان کی کسی تصنیف لطیف کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو ان کے دعاوی باطلہ' تاویلات' تحریفات اور تعلیات کے جنگل میں برسوں بھٹکنے کے بعد بس اس نتیجہ پر پہنچتا ہے جو بطور خلاصہ مرزا صاحب نے ایک جملہ میں سمیٹ دیا ہے کہ "ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔" (سیرۃ المہدی ص ۳۰۴' ج ۳)

○

پانچ عیسائیوں کے قبول اسلام کی دلچسپ داستاں

تاریکی سے اجالے میں

ایک خوش قسمت انسان نے اسلام کیسے قبول کیا؟

محمد عمر فاروق

میرا نام پولوس مسیح ہے' میں ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو کوئٹہ میں پیدا ہوا عیسائی گھرانے میں پرورش پائی اور مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ جیسے ہی میں نے ہوش سنبھالا میرے والدین مجھے عبادت کے لئے ہر اتوار کو چرچ لے جانے لگے۔ میں پادری کی تقریریں سنا کرتا تھا جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ جیسے جیسے میری عمر بڑھنے لگی میرے دل و دماغ بے چینی کا شکار رہنے لگے اور پادری کی غیر حقیقی تعلیمات مجھے ذہنی سکون فراہم کرنے سے قاصر رہیں۔ چرچ میں تین خداؤں کی تعلیم دی جاتی تھی اور حضرت مریم کا بت بھی رکھا رہتا تھا جسے عیسائی پیروکار بڑی عقیدت سے پوجتے اور نذر و نیاز بھی چڑھاتے جس کا مقصد دنیوی اور اخروی زندگی کی بہتری کے لئے مرادوں کا حصول تھا۔ میں بڑی بے چینی سے سوچتا تھا کہ یہ بت کس کی کیا مرادیں پوری کرے گا جو اپنے اوپر سے مکھی تک ہٹا نہیں سکتا۔ میں ان باتوں سے بڑا بیزار ہوتا تھا' اسی دوران میری کوئٹہ سے لورالائی تبدیلی ہوگئی۔ ایک دن میری ملاقات صوبیدار محمد منیر اظہر سے ہوئی جو بڑی شفقت سے میرے ساتھ پیش آئے' میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں' انہوں نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے مجھے دین اسلام کے متعلق آگاہ کرنا شروع کردیا۔ میں ان کے اخلاق اور باتوں سے بڑا متاثر ہوا' ان کا طریقہ گفتگو اور قرآن کی تلاوت کا انداز ہی دل موہ لینے والا ہے۔ بالآخر میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا' وہ مجھے مولانا ممتاز احمد صاحب' خطیب مرکزی جامع مسجد لورالائی کے پاس لے گئے۔ یہ جمعہ ۲۷ جون ۱۹۹۷ء کی بات ہے' میں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا اور میرا اسلامی نام محمد عمر فاروق رکھا گیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے صوبیدار صاحب سے درخواست کی کہ مجھے قرآن مجید پڑھایا کریں' انہوں نے مجھے ابتدائی عربی کا قاعدہ پڑھایا اور میں نے بڑے شوق سے جلد از جلد عربی سیکھنے کی کوشش کی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میں نے قرآن پڑھنا شروع کردیا ہے اور اسلام کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہورہی ہیں اور میں بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میرے چار بچے ہیں جنہوں نے مجھ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔

میں قبول اسلام کے بعد لورالائی سے کوئٹہ اپنے گھر گیا جہاں میرے والدین اور بہن بھائی ہیں۔ عصر کا وقت تھا' میں نے وضو کرکے گھر میں نماز پڑھنی شروع کردی' یہ دیکھ کر خاندان کے سب افراد حیران رہ گئے کہ ایسی نماز تو مسلمان پڑھتے ہیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو گھر والوں نے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہوگیا ہے؟ میں نے کہا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دین اسلام سچا مذہب ہے جو میں نے بڑے غور و فکر کے بعد قبول کرلیا ہے۔ میرے گھروالوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا' جو اکثر ہوتا ہے' بلکہ خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اللہ کے سب دین اور نبی سچے ہیں' کسی کی بھی پیروی کرو' ہمیں تمہارے قبول اسلام پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر انسان کو کوئی انمول نعمت مل جائے تو وہ اپنے قریب ترین لوگوں کو حصہ دار بنانے کی کوشش کرتا ہے' اب میری یہ کوشش ہے کہ میرے خاندان کے سب افراد اللہ کی ہدایت قبول فرمائیں اور دین حق کو قبول کرکے اپنی دنیوی و اخروی زندگی کو بہتر بنائیں۔

میں باقاعدگی سے نماز اور قرآن پڑھتا ہوں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے۔ میں جب اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملتا ہوں تو السلام علیکم کہتا ہوں اور یوں تعارف کے مراحل پل بھر میں طے ہوجاتے ہیں۔ اب ساری امت مسلمہ میرا خاندان ہے' میری طرح اور بے شمار افراد ہیں جو اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ انہیں اگر دین اسلام کے بارے میں بتایا جائے تو وہ دلچسپی بھی لیتے ہیں اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ایسے گمشدہ لوگوں کو اسلام کے قریب لایا جائے۔ اس سلسلے میں میری درخواست ہے کہ دعوۃ اکیڈمی کو مسلمانوں کے تربیتی پروگرام کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام سے متعلق جاننے اور دلچسپی رکھنے والے غیر مسلم افراد کے لئے بھی تعارفی پروگرام منعقد کرنے چاہئیں۔

○

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اسلامی مساوات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے اپنا جانشین کسی عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا۔

(۲) تمام معاملات ضروری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً" اور عام مسلمانوں سے عموماً" مشورہ لیتے تھے۔

(۳) خلفاء کا تقرر عموماً" مشورہ عام سے ہوتا تھا۔

(۴) بیت المال عام مسلمانوں کا حق تھا کبھی ذاتی طور پر اس کو صرف میں نہیں لایا گیا اور اسی لئے اس کا نام "بیت المال المسلمین" تھا اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو امور مذکورہ، بالکلیہ حکومت اسلامیہ میں مفقود ہوتے۔ بیت المال کی شخصی حرکت اور اس کا خزینہ عمومیہ ہونا اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے کہ اسلام میں حکومت، جمہور ملک کی طاقت کا نام ہے وہ کوئی شخصی استبداد نہیں۔ تمام اہل ملک مراتب حقوق، قانون اور قواعد مملکت میں مساوی ہیں۔ درحقیقت یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ اس کی نظر میں آقا و غلام، معزز اور حقیر، چھوٹا اور بڑا، امیر و فقیر سب برابر ہیں۔ صہیب رضی اللہ عنہ و بلال رضی اللہ عنہ، جو آزاد شدہ غلام تھے سرداران قریش کے پہلو بہ پہلو ان کا نام ہے اسلام کے سامنے صرف ایک ہی چیز ہے جس سے انسانوں کے باہمی رتبے میں تفریق ہو سکتی ہے، یعنی تقویٰ اور حسن عمل **ان اکرمکم عنداللہ اتقکم** (تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔) **لیس لاحد علی احد فضل الابالدین و تقوی**

مشکوٰۃ کی روایت ہے کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دین و تقویٰ کے سوا اور کوئی حق ترجیح و فضیلت نہیں ہے **الناس کلھم بنو ادم، و ادم من تراب** (مشکوٰۃ) "تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے، پس سب آپس میں برابر ہیں۔"

مساوات قانونی کی اصل تصویر صرف اسلام کے مرقع ہی میں مل سکتی ہے۔ قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم و محکوم اور امام و عامہ ناس یکساں ہیں، کیا اسلام سے پہلے یہ ممکن تھا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے مقابلہ میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں حاضر ہو؟ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ایک مقدمہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر انہوں نے تعظیماً" اپنی جگہ خالی کردی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ابن ثابت! یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمہ میں کی" یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔ اسی طرح حضرت امیر جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بن کر آئے تو ان کو مدعی کے برابر کھڑا ہونا پڑا۔ جب مدینہ کے قلیوں نے خلیفہ منصور پر دعویٰ کیا تو خلیفہ کو تنہا ان قلیوں کے دوش بدوش قاضی کے سامنے آنا پڑا۔ مامون کے بیٹے عباس پر ایک بڑھیا نے نالش کی تو شہزادہ عباس کو بر سر دربار بڑھیا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے مقدمہ کی سماعت کرنی پڑی۔

ابن ماجہ میں ہے کہ خدا کے حدود رشتہ دار و غیر رشتہ دار سب پر یکساں جاری کرو، اور خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو۔ (الہلال ۲ جولائی ۱۹۱۳ء)

عیسائی شہزادہ جبلہ بن ایہم غسانی دور فاروقی میں مسلمان ہوا، طواف کعبہ کے وقت اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں سے دب گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ کھینچ مارا اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جیسا کیا تھا ویسی ہی سزا پائی۔ اس نے کہا "ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اس کی سزا قتل ہے، حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ "جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے شریف و ذلیل اور پست و بلند کو ایک کردیا۔ جبلہ اس ضد میں پھر عیسائی ہو کر روم بھاگ گیا، لیکن خلیفۃ المسلمین نے مساوات اسلامی کی قانون شکنی گوارا نہ کی۔" صحابہ نے ایک سفر میں کھانا پکانے کے لئے کام تقسیم کرلئے تو جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ذمہ لی۔ حضرت انس دس برس خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے ان کا بیان ہے کہ اس مدت طویل میں جتنی خدمت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کی، مساوات کا یہ عالم تھا کہ کبھی آپ نے اتنا بھی نہ کہا کہ فلاں کام یوں کیوں کیا۔ ایک صحابی نے اپنے غلام کو مار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تمہارے بھائی ہیں جن کو خدا نے تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے، جو خود کھاؤ، وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔" ایک بار ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "اے میرے آقا" کہا۔

آپ نے فرمایا! مجھ کو آقا نہ کہو' آقا تو ایک ہی "یعنی خدا تعالیٰ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام سفر بیت المقدس میں باری باری سوار ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے قریب پہنچے تو غلام کی باری تھی' اس نے عرض کیا کہ آپ سوار ہوجائیں' آپ نہ مانے اور آخر خلیفہ اسلام بیت المقدس میں اس طرح داخل ہوئے کہ ان کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور اونٹ پر غلام سوار تھا حالانکہ اس وقت تمام شہر خلیفہ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا دیکھنے کے لئے امنڈ آیا تھا۔ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کے لئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو آمادہ کیا' جن کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ لیکن اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اس لئے ہلاک کی گئیں کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے' پر جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ لیکن خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔ یہ ہے اسلام کی فرمانروائی کی اصلی تصویر' اور یہ ہے مساوات کی حقیقی تعلیم۔ آج بھی مہذب ترین ممالک میں سیاہ و سفید قومیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے ساتھ صف میں نہیں بیٹھ سکتیں لیکن مساجد اسلامیہ میں ایک ادنیٰ ترین مسلمان ایک امیر الامراء بلکہ شہنشاہ وقت کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا' کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں مساوات نہیں ہے؟

نئی جلد کے آغاز پر حضرت امیر مرکزیہ کا پیغام

شمع ختم نبوت کے پروانوں کے نام

ہفت روزہ "ختم نبوت" انٹرنیشنل کراچی اپنی عمر کے سولہ سال کامیابی کے ساتھ مکمل کرچکا ہے۔ اس دینی جریدے نے امت مسلمہ کو نہ صرف قادیانیت بلکہ ہر باطل قوت کے مقابلہ میں ایک نیا حوصلہ اور جذبہ عطا کیا ہے' آج اس رسالہ کی بدولت نہ صرف پاکستان کے شہروں اور دیہات میں بلکہ بیرون ملک میں بھی جہاں جہاں یہ رسالہ پہنچ رہا ہے بیداری کی ایک عظیم لہر دوڑ چکی ہے' جس کا ثبوت وہ رپورٹیں ہیں جو وقتاً" فوقتاً" رسالہ میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس رسالہ کی بدولت بہت سے راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے افراد کو خدا کے فضل سے ہدایت کا راستہ نصیب ہوا اور وہ ارتداد و قادیانیت سے توبہ کرکے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رسالہ کو کامیابی کے ساتھ جاری رہنا' اس سے تعاون کرنا' اس کی اشاعت کو بڑھانا شمع ختم نبوت کے ہر پروانے کی ذمہ داری ہے۔

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نئے سال کے آغاز پر ہفت روزہ کے ہر قاری' ہر معاون اور عالمی مجلس کے ساتھی کو یہ عہد کرلینا چاہئے کہ اب اس کی اشاعت میں کم از کم دگنا اضافہ کرنا ہے۔ جتنا اشاعت میں اضافہ ہوگا' اتنی ہی فتنہ قادیانیت کے خاتمہ کی منزل قریب تر ہوتی چلی جائے گی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تمام ساتھی اس رسالہ کی اشاعت میں اضافہ کی طرف ضرور توجہ دیں گے۔

فقط

فقیر خان محمد عفی عنہ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مرکزی دفتر ملتان

نعت شریف

اثر عباسی

سرکار نے حیات کو کامل بنادیا
دنیا کو التفات کے قابل بنادیا
اللہ رے نقش پائے قیادت حضورؐ کا
لاکھوں کو جس نے صاحب منزل بنادیا
قرب نبی نے حسن صلہ یہ عطا کیا
بھٹکے ہوؤں کو رہبر کامل بنادیا
اک خواب تھا حضورؐ کے روضہ کو دیکھنا
بخت رسا نے عمر کا حاصل بنادیا
کرکے بلند پرچم توحید آپ نے
اقدام کفر و شرک کو باطل بنادیا
تعمیل دیں کو فطرت انسان میں ڈھال کر
کار رسل کو آپ نے کامل بنادیا
مشکل کشا حضورؐ کے دست کرم ہوئے
دنیا نے جب حیات کو مشکل بنادیا
جس دل پہ ان کی چشم کرم ساز پڑگئی
اس آئینہ کو مہر مقابل بنادیا
طوفان بے پناہ میں سرکار نے اثر
موجوں کو ہی مرے لئے ساحل بنادیا

قسط نمبر۲

محمد عطاء اللہ صدیقی

قانونِ توہینِ رسالتؐ، انسانی حقوق اور امریکی مداخلت

ماضی قریب میں برطانوی مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تالیف The Hundred میں انسانی تاریخ کی سو اہم ترین ہستیوں کے احوال جمع کئے ہیں۔ اس نے ان سو شخصیات کو انسانیت پر ان کے احسانات کے حوالے سے ترتیب دے کر جگہ دی ہے۔ اس نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نمبر پر رکھا ہے۔ ایک ہندو مسٹر آر سی داس نوع انسانی پر بانی اسلام کے احسانات کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

"شری رام چندرجی مہاراج، بھگوان کرشن، گورونانک جی، حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سب روحانی بادشاہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے جس کا مقدس نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔"

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سپہ سالار...... مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صفحہ نمبر ۳۲۵)

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسانی کی تکریم ہے۔ اسی طرح ان کی توہین (معاذ اللہ) انسانیت کی توہین ہے۔ انسانیت کے عظیم ترین محسن کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت کے بغیر انسانی حقوق کا کوئی بھی چارٹر ایک مسل دستاویز سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

انسانی حقوق کے حوالے سے "آزادی ضمیر" "آزادی عقیدہ" اور "آزادی رائے" جیسی اصطلاحات کا بہت کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان خوش کن تراکیب کی من مانی تعبیرات کے ذریعے اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ناروا تنقید کے جواز مہیا کئے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے مذکورہ چارٹر کی دفعہ ۱۸ اور ۱۹ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"ہر شخص کو آزادی خیال، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنا مذہب اور عقیدہ تبدیل کرنے اور انفرادی و اجتماعی طور پر علیحدگی میں یا سب کے سامنے، اپنے مذہب یا عقیدے کی تعلیم اس پر عمل کرنے اس کے مطابق عبادت کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی آزادی کا حق شامل ہے۔" (شق نمبر ۱۸)

"ہر شخص کو آزادی رائے اور آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلا مداخلت رائے رکھنے کی آزادی اور بلا لحاظ علاقائی حدود کسی بھی ذریعے سے اطلاعات اور نظریات تلاش کرنے، حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے۔" (شق نمبر ۱۹)

مندرجہ بالا شقیں بہت واضح ہیں، ان کا کوئی بھی جملہ قانون توہین رسالتؐ سے متصادم یا متعارض نہیں ہے۔ پاکستان میں مسیحی برادری کو اپنے ضمیر اور مذہب کے اظہار کی مکمل آزادی ہے۔ "آزادی رائے" میں جہاں معقول اور صائب طریقے سے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی مکمل آزادی ہے وہاں اس اصطلاح کے دائرہ کار میں کسی دوسرے انسان کی کردار کشی، گالی گلوچ، توہین، دل آزاری، سب وشتم ہرگز شامل نہیں ہے۔ جب "آزادی رائے" کے حق کو کسی دوسرے انسان کی تذلیل تک توسیع نہیں دی جاسکتی تو پھر اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے "توہین رسالتؐ" کے استحقاق کا دعویٰ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ انسانی حقوق کے انتھک منادوں کیلئے یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ وہ ثابت کریں کہ قانون توہین رسالتؐ انسانی حقوق کے منافی آخر کس طرح ہے؟

"انسانی حقوق کا چارٹر ۱۹۴۸ء میں پیش کیا گیا۔ بعد میں جنیوا کنونشن وغیرہ بھی سامنے آئے، کسی بھی دستاویز میں توہین رسالتؐ کے خلاف سزا کو انسانی حقوق کے منافی قرار نہیں دیا گیا۔ درحقیقت Blasphemy توہین رسالت اور انسانی حقوق کا ربط اس وقت جوڑا گیا جب شاتم رسول سلمان رشدی ملعون کی "شیطانی آیات" پر مسلمانوں نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ سلمان رشدی نے اس سے پہلے بھی دو ناول تحریر کئے تھے لیکن اس کو وہ پذیرائی نہ ملی تھی۔ لیکن اس کے شیطانی ناول کے حقوق پلک جھپکتے ہی کروڑوں میں بک گئے۔ اس ناول میں ملعون رشدی کی ناپاک تھوتھنی سے خیرالبشرؐ کے منزہ و پاکیزہ گھرانے پر زہر افشانی کرائی گئی تھی۔ مغرب کی ایک مخصوص صیہونی و عیسائی لابی آج بھی پیغمبر اسلامؐ اور ان کے مقدس گھرانے کے

خلاف گستاخانہ جسارتوں پر مریضانہ حظ اٹھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مغرب اپنی تمام تر روشن خیالی اور سیکولرازم سے وابستگی کے باوجود مسلمانوں کے خلاف صلیبی دور کا بغض اور کینہ اب تک پال رہا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف توہین آمیز سازشوں کی نئی تحریک ننگ اسلام بے دین "مسلمانوں" کے ذریعے سے برپا کی جارہی ہے جس کے مہرے سلمان رشدی' بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین' جیسے لوگ ہیں۔ ان کی تمام تر شیطانی ہرزہ سرائیوں کو "انسانی حقوق" کے لبادے میں مسلمانوں سے "شیطانی حقوق" کو تسلیم کرانے کی مہم زوروں پر ہے۔ "انسانی حقوق کے چارٹر" کو انسانیت کا "متفق علیہ مذہب" بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مسلم دنیا کے خلاف نیا استعماری ہتھیار ہے جسے بے حد مکاری اور منافقت سے استعمال کیا جارہا ہے۔"

جہاں تک قانون توہین رسالت پر دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ اس کی بنیاد پر غلط مقدمات قائم کئے جاسکتے ہیں' تو یہ اعتراض اصولی طور پر غلط اور غیر منطقی ہے' اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو "جرم و سزا" کی دنیا میں کسی بھی تعزیری ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بناء پر ختم نہیں کیا گیا کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال پایا جاتا ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی اچھا قانون ایسا نہیں ہے کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ قتل' زنا اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی خبریں پاکستان اور دیگر ممالک کے حوالے سے آئے روز چھپتی رہتی ہیں۔

انسانی حقوق کے بعض بدنصیب پرچارک یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ قانون توہین رسالتؐ میں سزائے موت کو ختم کردیا جائے' لیکن ان کا یہ مطالبہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ "توہین رسالتؐ" کا جرم "انسانیت کے خلاف" جرم ہے۔ بے حد افسوس کی بات ہے کہ وہ "ڈرگز کی اسمگلنگ" کو انسانیت کے خلاف جرم سمجھتے ہوئے اس کیلئے سزائے موت کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے لیکن "توہین رسالتؐ" کے قانون پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں درحقیقت انہیں مقام رسالتؐ کا صحیح ادراک اور معرفت ہی نہیں ہے۔ وہ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں کو چھوڑ کر مغرب کے فکری ظلمت کدوں میں بھٹک رہے ہیں۔ پاکستان میں قانون "توہین رسالتؐ" کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مندرجہ بالا معروضات کے علاوہ درج ذیل مزید نکات اس تصور کی حمایت میں پیش کئے جاتے ہیں:

۱..... پاکستان کے ۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو قرآن و سنت کو واحد ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ قرآن و سنت کی رو سے توہین رسالتؐ کی سزا موت ہی ہے۔ اس مضمون کے آخر میں چند احادیث پیش کی جائیں گی۔

۲..... قانون "توہین رسالتؐ" مہذب دنیا میں مروج قانونی اقدار و روایات سے ہم آہنگ ہے' جب اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی آبرو اور شخصیت کے تحفظ کیلئے "توہین عدالت" کے قوانین پوری دنیا میں درست تسلیم کئے جاتے ہیں تو پھر نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس و آبرو کے تحفظ کیلئے قانون توہین رسالتؐ کیوں نہیں ہوسکتا؟ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا کی بڑی سے بڑی عدالت کا جج محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ امریکہ اور یورپ کے قانونی نظام میں ایک عام فرد کی عزت نفس کا دفاع کرنے کیلئے "ازالہ حیثیت عرفی" کے قوانین شامل ہیں اور Libel اور Defamation اور Law of tort جیسے قانونی ڈھانچے موجود ہیں۔ نام نہاد مہذب دنیا میں سربراہان ریاست کو تنقید اور عدالتی چارہ جوئی سے بالا تر رہنے کا استحقاق شامل ہے۔ جب ایک عام فرد کی عزت و ناموس کیلئے قوانین کے جواز کو تسلیم کیا گیا ہے تو پھر وجہ تخلیق کائنات' محسن انسانیت' امام الانبیاء' افضل البشر' ایک ارب ۲۰ کروڑ مسلمانوں کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور' محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے قانون کیوں نہیں؟ بنایا جاسکتا۔

۳..... اسلامی تعلیمات کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کا احترام مسلمانوں پر فرض ہے۔ کسی بھی نبی مکرم کی توہین و تحقیر کفر کا درجہ رکھتی ہے۔ قانون توہین رسالتؐ میں دیگر انبیاء کی توہین بھی شامل ہے گویا یہ قانون نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیائے کرام کی آبرو کی حفاظت کا بھی ضامن ہے۔

۴..... بائبل اور انجیل کی مصدقہ روایت کی رو سے بھی توہین رسالتؐ کی سزا موت ہے' گویا قانون توہین رسالت مسیحی عقائد کے بھی عین مطابق ہے۔

۵..... یہ بات محض مفروضہ' ہیجان خیزی اور بے بنیاد خدشات پر مبنی ہے کہ قانون توہین رسالتؐ پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں پر ظلم و ستم ڈھانے کیلئے بنایا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا اطلاق مسلم و غیر مسلم سب گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین اور یوسف کذاب جیسے مسلمانوں کے گھرانوں میں پیدا ہونے والے افراد کو بھی سزا دی جاسکتی

خلاف گستاخانہ جسارتوں پر مریضانہ حظ اٹھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مغرب اپنی تمام تر روشن خیالی اور سیکولرازم سے وابستگی کے باوجود مسلمانوں کے خلاف صلیبی دور کا بغض اور کینہ اب تک پال رہا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف توہین آمیز سازشوں کی نئی تحریک ننگ اسلام بے دین "مسلمانوں" کے ذریعے سے برپا کی جارہی ہے جس کے مہرے سلمان رشدی، بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین، جیسے لوگ ہیں۔ ان کی تمام تر شیطانی ہرزہ سرائیوں کو "انسانی حقوق" کے لبادے میں مسلمانوں سے "شیطانی حقوق" کو تسلیم کرانے کی مہم زوروں پر ہے۔ "انسانی حقوق کے چارٹر" کو انسانیت کا "متفق علیہ مذہب" بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مسلم دنیا کے خلاف نیا استعماری ہتھیار ہے جسے بے حد مکاری اور منافقت سے استعمال کیا جارہا ہے۔"

جہاں تک قانون توہین رسالت پر دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ اس کی بنیاد پر غلط مقدمات قائم کئے جاسکتے ہیں، تو یہ اعتراض اصولی طور پر غلط اور غیر منطقی ہے، اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو "جرم و سزا" کی دنیا میں کسی بھی تعزیری ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بناء پر ختم نہیں کیا گیا کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال پایا جاتا ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی اچھا قانون ایسا نہیں ہے کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ قتل، زنا اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی خبریں پاکستان اور دیگر ممالک کے حوالے سے آئے روز چھپتی رہتی ہیں۔

انسانی حقوق کے بعض بدنصیب پرچارک یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ قانون توہین رسالتؐ میں سزائے موت کو ختم کردیا جائے، لیکن ان کا یہ مطالبہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ "توہین رسالتؐ" کا جرم "انسانیت کے خلاف" جرم ہے۔ بے حد افسوس کی بات ہے کہ وہ "ڈرگز کی اسمگلنگ" کو انسانیت کے خلاف جرم سمجھتے ہوئے اس کیلئے سزائے موت کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے لیکن "توہین رسالتؐ" کے قانون پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں درحقیقت انہیں مقام رسالتؐ کا صحیح ادراک اور معرفت ہی نہیں ہے۔ وہ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں کو چھوڑ کر مغرب کے فکری ظلمت کدوں میں بھٹک رہے ہیں۔ پاکستان میں قانون "توہین رسالتؐ" کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مندرجہ بالا معروضات کے علاوہ درج ذیل مزید نکات اس تصور کی حمایت میں پیش کئے جاتے ہیں:

۱..... پاکستان کے ۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو قرآن و سنت کو واحد ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ قرآن و سنت کی رو سے توہین رسالتؐ کی سزا موت ہی ہے۔ اس مضمون کے آخر میں چند احادیث پیش کی جائیں گی۔

۲..... قانون "توہین رسالتؐ" مہذب دنیا میں مروج قانونی اقدار و روایات سے ہم آہنگ ہے، جب اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی آبرو اور شخصیت کے تحفظ کیلئے "توہین عدالت" کے قوانین پوری دنیا میں درست تسلیم کئے جاتے ہیں تو پھر نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس و آبرو کے تحفظ کیلئے قانون توہین رسالتؐ کیوں نہیں ہوسکتا؟ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا کی بڑی سے بڑی عدالت کا جج محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ امریکہ اور یورپ کے قانونی نظام میں ایک عام فرد کی عزت نفس کا دفاع کرنے کیلئے "ازالہ حیثیت عرفی" کے قوانین شامل ہیں اور Libel اور Defamation اور Law of tort جیسے قانونی ڈھانچے موجود ہیں۔ نام نہاد مہذب دنیا میں سربراہان ریاست کو تنقید اور عدالتی چارہ جوئی سے بالاتر رہنے کا استحقاق شامل ہے۔ جب ایک عام فرد کی عزت و ناموس کیلئے قوانین کے جواز کو تسلیم کیا گیا ہے تو پھر وجہ تخلیق کائنات، محسن انسانیت، امام الانبیاء، افضل البشر، ایک ارب ۲۰ کروڑ مسلمانوں کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے قانون کیوں نہیں؟ بنایا جاسکتا۔

۳..... اسلامی تعلیمات کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کا احترام مسلمانوں پر فرض ہے۔ کسی بھی نبی مکرم کی توہین و تحقیر کفر کا درجہ رکھتی ہے۔ قانون توہین رسالتؐ میں دیگر انبیاء کی توہین بھی شامل ہے گویا یہ قانون نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیائے کرام کی آبرو کی حفاظت کا بھی ضامن ہے۔

۴..... بائبل اور انجیل کی مصدقہ روایت کی رو سے بھی توہین رسالتؐ کی سزا موت ہے گویا قانون توہین رسالت مسیحی عقائد کے بھی عین مطابق ہے۔

۵..... یہ بات محض مفروضہ، ہیجان خیزی اور بے بنیاد خدشات پر مبنی ہے کہ قانون توہین رسالتؐ پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں پر ظلم و ستم ڈھانے کیلئے بنایا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا اطلاق مسلم و غیر مسلم سب گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور یوسف کذاب جیسے مسلمانوں کے گھرانوں میں پیدا ہونے والے افراد کو بھی سزا دی جاسکتی

ہیں۔ یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ "اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر" کا آخری ڈرافٹ مرتب کرنے میں جن تین ماہرین قوانین نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا' ان میں ایک نام پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ چودھری (قادیانی) کا ہے جبکہ دوسرے ماہرین کا تعلق سوئٹزر لینڈ اور آسٹریلیا سے تھا۔ راقم کی نگاہ سے آئرلینڈ کے ایک اسکالر کا مضمون گزرا ہے جس میں انہوں نے ظفر اللہ چودھری کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے حوالہ

(Understanding Human Right)

پاکستان کے قادیانیوں نے اپنی شکایات میں عیسائیوں کو اسی لئے شامل کیا ہے تاکہ مغرب کے عیسائیوں کو بھڑکا کر پاکستان کے خلاف موثر پروپیگنڈے کا بازار گرم کیا جائے۔ قانون توہین رسالتؐ کو واپس لینے کا مطلب یہ ہو گا کہ قادیانی گروہ کی امت مسلمہ کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۱۱...... انسانی حقوق کا کمیشن مسلسل یہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ قانون توہین رسالتؐ کے تحت قادیانیوں اور عیسائیوں کے خلاف قائم کئے جانے والے تمام مقدمات انتقام اور بدنیتی پر مبنی ہیں۔ دو چار مقدمات کے بارے میں تو ان خدشات کے درست ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن تمام مقدمات کو بے بنیاد قرار دینا اتنا لغو الزام ہے کہ جس کی تردید کیلئے مفصل دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ پاکستان میں جب بھی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان اختلاف کی صورت سامنے آئے گی' قصور وار مسلمان ہی ہوں گے۔ ان کے اس یکطرفہ پروپیگنڈے سے بہت سے شاتمان رسول قانون کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

۱۲...... مغربی صیہونی اسلام دشمن لابی نے گزشتہ چند برسوں میں شاتمان رسول پر انعام و اکرام کی جس قدر بارش کی ہے' اس کو دیکھتے ہوئے قانون توہین رسالتؐ کا موثر نفاذ ضروری ہو گیا ہے۔ سلمان رشدی ملعون اپنے "شیطانی ہفوات" اور بعد میں دیئے جانے والے انٹرویو کے بدلے میں دس کروڑ کے لگ بھگ رقم کھا چکا ہے۔ تسلیمہ نسرین جرمنی میں عیش کی زندگی گزار رہی ہے۔ سلامت مسیح یورپ میں "جنتوں" کی سیر کر رہا ہے۔ اس طرح کے مادی فوائد بہت سے گمراہ نوجوانوں کو آزادی فکر کے نام پر توہین رسالتؐ کے جرم کے ارتکاب کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

۱۳...... جس طرح اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے موثر قوانین اور ان کے عملی نفاذ کی ضرورت ہے' بالکل اسی طرح اکثریت کے حقوق کے تحفظ کیلئے تحریری قوانین کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ اکثریتی گروہ کی طرف سے رواداری اور تعاون جہاں بے حد ضروری ہے' وہاں اقلیتی گروہ کی بھی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اکثریت کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھے۔

جہاد فی سبیل اللہ

مولانا غلام رسول کھوکھر

جہاد کے معنی ہیں کوشش اور مشقت مذہبی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی تمام قوتیں جو مسلمان کو اللہ کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں ان کے خلاف اپنی تمام طاقتیں استعمال کرنا مومن کا فرض ہے۔

انگریزی میں اگرچہ جہاد کو "ہولی وار" (مقدس جنگ) کہا جاتا ہے مگر اسلام نے جہاد کے لئے جنگ کا لفظ اس لئے پسند نہیں کیا کہ جنگ میں لوگوں کی نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض شامل ہوتی ہیں اور جہاد میں جو جنگ ہوتی ہے اس کا مقصد انسانوں کی فلاح و بہبود اور ان کے پورے حقوق کی ادائیگی کے مواقع پیدا کرنا ہوتا ہے یہ ساری کوشش چونکہ اللہ کی خاطر کی جاتی ہے اس لئے جہاد کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ مومن کی زندگی میں ایک طرف شیطان بہکانے کی فکر میں ہے دوسری طرف اس کے اپنے نفس کی سرکش خواہشات ہیں' تیسری طرف خدا کا انکار کرنے والوں سے معاشرتی تمدنی تعلقات اور چوتھی طرف غیر مذہبی اور باغی نظام حکومت ان سب سے مومن بیک وقت جو بھی لڑائی لڑتا ہے اور اس کا ہر لمحہ جہاد میں گزرتا ہے۔

مسلمان کی وہ جنگ بھی جہاد کہلائے گی جو غیر مسلم اور ظالم حاکم کے خلاف لڑ کر وہاں اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کے لئے کی جائے' کفار سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر حاکم اعلان عام کردے تو سب مردوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اگر اس بستی کے لوگ سستی کریں یا ناکافی ہوں تو قرب و جوار کی آبادیوں پر بھی جہاد فرض ہو جائے گا۔ کفار کو پہلے دعوت اسلام دی جاتی ہے نہ مانیں اور جزیہ بھی نہ دیں تو پھر اعلان جہاد ہے اسلام زبردستی مذہب تبدیل کروانے کا حکم بالکل نہیں دیتا' بلکہ مفتوحہ علاقے میں غیر مسلموں کو پوری مذہبی آزادی ہوتی ہے اور ان کی جان و مال کی بھی پوری حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہوتی ہے۔ مسلمان صرف اسلام کے حقائق قولی اور عملی دونوں طرح سے غیر مسلموں کے سامنے رکھ دیں گے پھر یہ ان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اسلام قبول کریں یا نہ کریں جہاد میں نیت بھی اللہ کے دین کو بلند کرنے کی ہوتی ہے ورنہ کوئی اجر نہیں ملتا۔

باقی ص ۲۶ پر

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

جناب جسٹس علامہ ڈاکٹر فدا محمد خان (وفاقی شرعی عدالت' اسلام آباد)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کا بنیادی کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" پر استوار ہے۔ کلمہ پاک کا پہلا حصہ "لا الہ الا اللہ" عقیدہ توحید اور دوسرا حصہ "محمد الرسول اللہ" عقیدہ رسالت کے مظہر ہیں اور آغاز اسلام سے لیکر قیامت تک کے لئے ایک مسلمہ بنیاد اور حقیقت رکھتے ہیں۔ اور زیادہ غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کلمہ کا دوسرا جزو انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کی بدولت ہی عقیدہ توحید کی حقیقت' مضمرات' مقتضیات اور اثرات کا علم حاصل ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات مسلمانوں کے سامنے ایک ایسا عظیم المرتبت نمونہ پیش کرتی ہے جسے خالق کائنات کی مکمل خوشنودی حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک قول اگر اس آیت مبارکہ کے مصداق ہے **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی** (آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش سے باتیں نہیں بناتے ہیں' آپ کا ارشاد صرف وہی ہے جو آپ پر نازل کیا جاتا ہے۔) تو دوسری طرف آپ کا پاکیزہ عمل **ان اتبع الا ما یوحی الی** (میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے) کا آئینہ دار ہے۔ اور قول و فعل کی اس نورانیت کے سبب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ نمونہ عمل کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** (درحقیقت تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔)

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اور اسوہ حسنہ ایک نمونہ کامل کی حیثیت رکھتا ہے' اس لئے اسلام کی اساسی تعلیمات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم لازمی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور اس لئے ہر اس بات اور عمل کو' جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات پر حرف گیری کا شائبہ تک بھی ہو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین ہیں اور امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت بے مثال رہی ہے' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل تھا کہ اپنے دور میں' جو اسلام کے آغاز اور ارتقاء کا دور تھا' اس سلسلے میں سختی و نرمی اور عفو و درگزر کی ایسی مثالیں قائم فرمائیں جو اس وقت کے حالات سے مناسبت رکھتی ہوں لیکن امت مسلمہ کے کسی فرد کا یہ حق کبھی تسلیم نہیں کیا گیا کہ وہ اس ضمن میں خود اس قسم کی حرکتوں پر معافی نامہ جاری کر سکے۔ امت کا مفاد بھی اس کا متقاضی ہے کہ اس عظیم ترین مرکزی شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور مفادات کا دفاع کرے تاکہ معاشرہ میں امن و امان برقرار رہے اور افراد کی اصلاح کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس مثالی شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہو۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازمہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کے رگ و پے میں خون کی طرح جاری و ساری ہے۔ حقیقی مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دریدہ دہن شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی گستاخی کا بھی مرتکب ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان نے بھی اپنے خونی رشتے داروں کے ضمن میں چشم پوشی یا عفو و درگزر سے تو کام لیا ہو گا' مگر ختم المرتبت' رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کبھی بھی رو رعایت کا روادار نہیں ہوا' اس لئے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون میں جہاں حدود و قصاص اور تعزیرات کے ضمن میں جرائم کے مختلف اقسام کے لئے سزائیں موجود ہیں' ان میں گستاخ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے قرار واقعی سزا موجود ہو تاکہ نہ امن و امان کا کوئی مسئلہ کھڑا ہو اور نہ فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی آزمائش سے دوچار ہوں۔

فرمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

جھوٹ عام ہو جائے گا

○ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کرامؓ کی عزت کرو تم (یعنی امت محمدیہ میں) سب سے اچھے لوگ یہی ہیں پھر ان کے بعد وہ اچھے ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے' اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ یقیناً" ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انسان بغیر قسم دلائے قسم کھائے گا اور بغیر گواہ بنائے گواہی دے گا۔

(رواہ النسائی)

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت کے موتی

مسلمان روتے ہوئے گئے' مانک کہتا ہے کہ میں اپنے گھر گیا' یہ قوم کا شر تھا بلوچوں کی پانچ سو لڑیاں ہیں۔ میں بھی بلوچ ہوں' بلوچوں میں جو سردار ہیں میری لڑی ان میں ہے۔

جھنگ سے حضرت دین پوریؒ حج پر گئے واپس آکر دین پوری میں ڈیرہ لگایا۔ اصل ہم بھی ضلع جھنگ کے ہیں' ہم آپ کے رشتہ دار ہیں' حضرت دین پوریؒ یہاں کے تھے' یہاں کے بلوچ تھے' یہاں سے دیپنور جاکر دین پور کو آباد کیا۔

حاجی مانکؒ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ بات سنی تو سر پکڑ لیا۔ میں روتا رہا' یہ بات ساری بستی میں پھیل گئی کہ عبدالحق نے اتنی گستاخی اور اتنی زبان درازی کی ہے۔ اتنی بے ادبی کی ہے' اتنی بکواس کی ہے' ہر آدمی کی زبان پر یہی بات تھی' حاجی مانک کہتا ہے کہ میں گھر آیا تو میرا گھر بدلا ہوا تھا۔ میری بچیاں رو رہی تھیں' میری بیوی کا رخ ایک طرف تھا' میں نے پانی مانگا' بیوی نے نہ دیا' میں نے بیوی سے کہا پانی دو' وہ بات ہی نہ کرے۔

مانک کی غیرت کو گھر کی عورتوں نے جگادیا:

اندر کنڈی مار کر کہنے لگی مانک سفید داڑھی اسی سال تو حج کرکے آیا ہے۔ گنبد خضریٰ پر تو روتا تھا مجھے بھی ساتھ لے گیا تھا۔ تو نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے متعلق یہ جملہ سنا بے غیرت زندہ واپس آگیا' تو بھی محمد ﷺ کا امتی ہے؟ میں تیری بیوی نہیں ہوں' مجھے اجازت دے دے میں میکے جارہی ہوں۔ یہ بیٹیاں' تیری بیٹیاں نہیں ہیں' میں اس بے غیرت کو اپنا خاوند نہیں بناتی میری بیٹیاں تجھے ابا نہیں کہیں گی۔ اتنی بڑی تو نے داڑھی رکھی ہے اور مصطفیٰ ﷺ کے خلاف یہ بات سن کر تو زندہ لوٹ آیا مر نہیں گیا۔ حاجی مانک کہتا ہے کہ اس جملے نے میرے اندر محمد ﷺ کی محبت کی سپرٹ بھردی۔ مجھے کرنٹ سا لگا۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا سارا نقشہ میرے سامنے آگیا۔ آقا کی محبت نے جوش مارا' میں پھر بے خود ہوگیا' میں نے کلہاڑی اٹھائی اور اس مرزائی عبدالحق کی طرف چل پڑا' یہ واقعہ سنا کر آپ کا ایمان تازہ کررہا ہوں' اس کی عمر پچاس برس تھی' چہرہ حسین سرخ' منہ پر نور ٹپکتا ہے' میں کروندی کی طرف جب تقریر کے لئے جاتا ہوں تو وہ صدارت کرتا ہے' میں اس کا ماتھا چومتا ہوں' وہ کہتا ہے کہ بیسیوں دفعہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوچکی ہے۔ (سبحان اللہ)

مانکؒ نے عبدالحق مرزائی کو قتل کردیا:

کلہاڑی ہاتھ میں لی اور تو اس کے پاس کچھ نہیں تھا' پستول' ریوالور وغیرہ اس کے پاس نہیں تھا۔ دل میں فیصلہ کرلیا کہ یا مصطفیٰ کا گستاخ کتا بھونکنے والا زندہ رہے گا یا محمد ﷺ کا عاشق جان دے دے گا۔ سیدھا گیا عبدالحق پھر رہا تھا۔ اس کو خیال بھی نہ آیا کہ یہ بوڑھا مجھے کچھ کہے گا۔ پچاس سال حاجی مانک کی عمر تھی۔ سفید داڑھی تھی' کہتا ہے کہ میں ویسے تو بوڑھا تھا مگر دل جوان تھا' خون میرا جوان تھا' رگوں میں جو خون تھا وہ جوان تھا' میں نے عبدالحق کو قریب جاکر کہا او گستاخ! اور مرزائی کتے' او مرتد! آج تیرا آخری دن ہے تو بچ کر نہیں جائے گا' ٹکڑا ہوجا' محمد کا عاشق تیرے پاس پہنچ چکا ہے' اس نے میرے ہاتھ میں کلہاڑی دیکھی تو دوڑنے لگا' پاؤں میں ڈھیلا اٹکا تو منہ کے بل گرا۔ ڈھیلا نہیں اٹکا تھا قدرت نے دھکا دیا' میں پاس پہنچ گیا' میں نے کلہاڑی کے وار کرنے شروع کردیئے' میں نے اس کو جوتے سے سیدھا کیا' میں نے اس کے سینے پر کلہاڑیاں ماریں' میں زور سے وہاں کہتا رہا کہ اس سینے میں نبی کا کینہ ہے' پھر میں نے دماغ پر کلہاڑی ماری' میں نے کہا تیرا دماغ خراب تھا' پھر میں نے زبان سے پکڑ کر کلہاڑی سے کاٹا' میں نے کہا یہ بھونکتی تھی' پھر میں نے انگلی کو لکڑی پر رکھ کر کاٹا میں نے کہا جب تو نے گستاخی کی تھی انگلی مدینے کی طرف اٹھائی' میں اس کتی انگلی کو کاٹ دوں گا جو محمد ﷺ کی گستاخی کرے گی۔ علاج یہی تھا یہ وہاں سے بھاگا نہیں چھپا نہیں' بندوقوں والے کانپتے رہے' کفر بزدل ہوتا ہے۔

مسلمان نکلے تو غازی ہے' لڑے تو مجاہد ہے' آئے تو فاتح ہے گر جائے تو شہید ہے' جو نبی کی عزت پر اپنی جان دے' وہ کون ہے؟ (شہید غازی علم الدین شہیدؒ جنازہ اٹھا تو تین لاکھ آدمی جنازہ کے ساتھ تھے' اتنے ہار تھے جس کی کوئی حد نہیں' بوڑھے بوڑھے کہہ رہے تھے ہمیں عینک دو ایک دفعہ تو اس عاشق رسول کا

جنازہ دیکھ لیں جس نے اپنی جوانی محمد ﷺ پر قربان کر دی۔ (سبحان اللہ)

مانکؒ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت:

حاجی مانک کہتا ہے کہ جب میں حیدر آباد جیل گیا تو حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے کہا بیٹے! گھبرا نہیں تو پھانسی کے تختے پر چڑھا تو تیری شہادت کی موت ہوگی۔

حاجی مانکؒ تھانے میں:

حاجی مانک کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ختم کیا میرے کپڑے اس کے خون سے خون آلود ہوگئے' پلید خون سے مرتد کے خون سے نفرت آرہی تھی بدبو آرہی تھی۔ میں سیدھا تھانے چلا گیا' قریب تھانہ تھا۔ تھانیدار نے مجھے دیکھا کہ میرے سر پر پگڑی نہیں ہاتھ میں کلھاڑی ہے' کپڑے خون سے بھرے ہوئے ہیں' وہ تھانیدار مجھے جانتا تھا' میں شریف آدمیوں میں شمار ہوتا تھا' میں کبھی کبھی مسجد میں اذان بھی دیتا تھا' تھانیدار نے کہا مانک خیر ہے؟ کیا ہوا۔ میں نے کہا کل جس کتے نے' جس مرتد نے' جس لعین نے' جس گستاخ نے کل گستاخی کی تھی' الحمدللہ آج وہ زبان خاموش ہوچکی ہے' اس کے خون کو کتے چاٹ رہے ہیں' مجھے ہتھکڑی لگاؤ مجھے گرفتار کرو' تھانیدار خود کانپنے لگا رونے لگا' اپنی ٹوپی اتار کر اس کے پاؤں میں ڈال دی۔ کہنے لگا تجھے گرفتار کرکے محمد ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوجاؤں؟ (نعرے......)

پولیس والے دوڑ دوڑ کر حاجی مانکؒ کے لئے دودھ لارہے ہیں رورہے ہیں' کہتے ہیں ہم سے وہ کارنامہ نہ ہوسکا جو بوڑھے نے کردیا ہے۔ حاجی مانک! ہم تجھے مجرم کہیں یا محمد ﷺ کا عاشق کہیں' ہم تجھے ہتھکڑی لگا کر کل محمد ﷺ کے سامنے شرمندہ ہوجائیں؟ میں حکومت کو پیٹی اتار کر دے دوں گا مگر میں تجھے گرفتار کرکے محمد ﷺ کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گا۔ میں اوپر اطلاع دیتا ہوں' مانک تو میرا مہمان ہے' تو قاتل نہیں تو محمد ﷺ کا عاشق ہے۔ (سبحان اللہ)

سکھر پولیس کو اطلاع:

حاجی مانکؒ کہتا ہے انہوں نے میری بڑی خدمت کی' سکھر پولیس کو اطلاع دی وہ بھی آئی' میرے قریب کوئی نہ آیا' مجھے کہا کار میں بیٹھ جاؤ۔ وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے' کہنے لگے ہم عورتوں کو پکڑتے ہیں' آج تک ہم نے ڈاکو پکڑے' آج تک ہم نے چور پکڑے ہیں' آج اس کو لے جارہے ہیں' جس کے دل میں محمد ﷺ کی محبت ہے' وہ بھی تبصرہ کررہے ہیں۔

مانکؒ کہتا ہے کہ میں سکھر جیل میں گیا تو تمام ڈاکو اکٹھے ہوگئے' دیکھ کر رونے لگ پڑے' کوئی کہنے لگا میں نے ماں کو قتل کیا دوسرے نے کہا میں نے بہن کو قتل کیا' ایک نے کہا میں نے باپ کو قتل کیا' مانک! تیری قسمت کا کیا کہنا تو محمد ﷺ کے دشمن کو قتل کرکے آیا ہے۔ رونے لگے' کہنے لگے جیل تو یہ ہے کہ جس سے خدا بھی راضی ہے' مصطفی ﷺ بھی راضی ہے' (سبحان اللہ) کوئی دودھ لارہا ہے' کوئی فروٹ لارہا ہے۔

بزرگ مانکؒ کی زیارت کو:

پتہ چلا تو مولانا محمد علی جالندھریؒ وہاں پہنچے۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ وہاں پہنچے۔ قاضی صاحب روتے رہے' فرمایا ہم تیری زیارت کے لئے آئے ہیں' میں خود وہاں پہنچا۔ مولانا وہاں پہنچے' مولانا امروٹی وہاں پہنچے' کراچی سے لیکر لاہور تک اس کو لوگ دیکھنے آئے' جس نے اپنے بڑھاپے میں جوانی دکھائی تھی۔

مانک کہتے ہیں کہ رات کو جیل میں مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں اس کو لاتا نہیں ہوں' حکومت نے مجھے روک دیا ہے' میں نے ایک جگہ اعلان کیا تھا کہ میں مانک کو ساتھ لاؤں گا' میرے پاس حکومت کے آرڈر آگئے کہ آپ اس کو نہ لانا' کہیں لوگ کھڑے نہ ہوجائیں' کہیں دیکھنے والوں میں قتل عام شروع نہ ہوجائے' روک دیا گیا ورنہ میں اس کو لاتا' وہ بھی آنے کے لئے تیار تھا۔

مانک کہتا ہے کہ رات کو میں کوٹھری میں سویا' مصطفی ﷺ کی مسکراتے ہوئے زیارت ہوئی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری قربانی کا پیغام پہنچ چکا ہے' مانک نہ گھبرانا وکیل نہ کرنا وکالت میں محمد ﷺ خود کروں گا (سبحان اللہ) مرزائی مردہ باد

حاجی مانک! تیری غیرت محمد ﷺ کو پسند آگئی۔ میں بھی تمہیں مبارک دیتا ہوں' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تیری پیشانی میں چوم لوں' تو نے ساری زندگی میں جو کارنامہ کیا ہے فرشتے بھی اس پر رشک کررہے ہیں۔

مقدمہ ہوا مرزائی تو اس کام میں بڑے تیز ہیں۔ لندن تک سے ان کے وکیل آئے' پورا ربوہ جھونک دیا گیا' پیسوں کے انبار لگ گئے' یہ سارے جمع ہوئے' ادھر وکالت محمد ﷺ نے کی۔ (سبحان اللہ)

وکیلوں نے کہا مانک بیان بدل دے:

بیانات ہوئے' وکیلوں نے کہا کہ آپ یہ بیان دے دیں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا' مانک نے کھڑے ہوکر کہا میں نے یہ کام کیا ہے۔ یہ کلھاڑی اب بھی موجود ہے' جو بھی میرے مصطفی ﷺ کی گستاخی کرے گا اس پر میں یہی کارروائی کروں گا۔ (سبحان اللہ)

تین سال مقدمہ چلا' جج نے جو فیصلہ لکھا

ہے' وہ سن لو! جج نے جب حالات سنے' اس نے فیصلہ لکھا کہ محمد ﷺ کا غلام' نبی ﷺ کا عاشق' پیغمبر ﷺ کا امتی' محمد عربی ﷺ کا دیوانہ سب کچھ برداشت کرسکتا ہے۔ اپنے نبی محمد ﷺ کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ (بے شک)

جب عبدالحق نے نبی کی گستاخی کی حاجی مانک دیوانہ بن گیا۔ حاجی مانک کی عقل ٹھکانے نہ رہی۔ حاجی مانک اپنے سے باہر ہوگیا' اس نے اس وقت قتل کیا' جب اس کی عقل ٹھکانے نہیں تھی۔ جس کی عقل ٹھکانے نہ ہو اس پر قانون لاگو نہیں ہوتا۔ یہ نبی کا دیوانہ ہے' میں دیوانہ پر کوئی قانون لاگو نہیں کرتا' اس نے جو کچھ کیا ہے' ٹھیک کیا ہے اور مرتد کی سزا بھی قتل ہے۔ (سبحان اللہ) خدا کی قسم مانکؒ زندہ رہا' ان میں پھرتا رہا' محمد ﷺ نے اتنی نگاہ ڈال دی ہے کہ آج تک بندوقوں والے اس کا بال بیکا نہیں کرسکے۔ محمد ﷺ کی ختم نبوت کے غلامی آج بھی حفاظت کررہی ہے۔ (سبحان اللہ)

حاجی مانک ستر اسی سال کا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حوض کوثر سے نہاکر آیا ہے۔ یہ سندھ کا واقعہ ہے' میں جب بھی اس علاقے میں جاتا ہوں' اس کو بلاتا ہوں' دیکھتا رہتا ہوں' روتا رہتا ہوں' مجھے کہتا ہے دین پوری میری طرف کیوں دیکھتے ہو؟ میں نے کہا میں ان آنکھوں کو دیکھتا ہوں جنہوں نے محمد ﷺ کو دیکھا ہے۔ (سبحان اللہ)

کرونڈی سے جاکر تصدیق کریں' بات غلط ہو تو مجھے منبر سے اتار... یہ کرونڈی پڈعیدن سے پندرہ کلو میٹر دور ہے' مانک وہاں رہتا ہے...... اس کو دور سے دیکھ کر آپ سمجھ جائیں گے۔ اس بستی میں کوئی اتنا حسین نہیں' جس پر محمد ﷺ کی نگاہ پڑ چکی ہے۔ خدا کی قسم یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خون ٹپکتا ہے' ستر سال کی عمر ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حوض کوثر سے پانی پی کر نکلا ہے۔ (سبحان اللہ)

آٹھویں دن حضور اکرم ﷺ کی زیارت

کہتا ہے کہ آٹھ دفعہ جیل میں مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ ہر آٹھویں دن آپ ﷺ کی زیارت ہوجاتی تھی۔ آپ ﷺ تسلی دیتے تھے کہ مانک نہ گھبرانا' محمد ﷺ تیری وکالت کررہا ہے۔ (سبحان اللہ)

فیصلہ تو یہ ہے' اب وہاں ساہیوال میں جو نوجوان شہید ہوئے' مرزائی ان کی لاشوں کو گھسیٹ کر گھر لے گئے' یہ تاثر دیا کہ یہ ہمارے گھروں میں داخل ہوگئے تھے۔ بارہ ایک بجے جاکر لاشیں دیں' حالانکہ مارا ان کو مسجد میں تھا' پولیس کو سب پتہ ہے' سات گرفتار ہیں' ابھی چار مفرور ہیں' ان کا اسلحہ بھی پکڑا گیا ان کو اسلحہ اسرائیل سے مل رہا ہے' اسرائیل اور مرزائی ایک ہیں۔ اسرائیل عرب کا دشمن ہے' مرزائی پاکستان کا دشمن ہے' جو محمد ﷺ کا دشمن ہے وہ ملک کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا' جو نبوت کا دشمن ہے وہ امت کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا۔ (بے شک)

ظفرو قادیانی:

ظفراللہ کو ظفراللہ بھی نہ کہو' ظفرو کہو۔ ظفرو نے مسٹر جناح کا جنازہ پڑھا تھا؟ (نہیں) یہ جناح کو مسلمان نہیں سمجھتے یہ تو خود اسلام کی رو سے مرتد ہیں اور مرتد کی سزا میں نے مقرر نہیں کی خود مصطفیٰ ﷺ نے مقرر کی ہے۔ ہم تو صرف احتجاج اور مطالبوں پر کھڑے ہیں' اس کا فیصلہ کرنا ہوگا' آئینی فیصلہ ہوچکا ہے کہ یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں' یہ محمد ﷺ کی امت سے خارج ہیں' پاکستان نبی کے کلمے پر بنا ہے' یہاں صرف محمد کے کلمہ خواں رہیں گے۔ (انشاء اللہ) یہ پاکستان نبی کی جوتی کے صدقے بنا ہے' یہاں محمد ﷺ کی جوتی کا بسیرا رہے گا (انشاء اللہ) اللہ ہمیں اس عقیدے پر قائم رکھے (آمین)

مولانا نے جو قراردادوں میں کہا ہے' میں اتفاق کرتا ہوں' اس وقت اتفاق کی ضرورت ہے' دعا کرو اللہ ہمیں اتفاق دے (آمین)

اگر ہمارے علماء ختم نبوت کے غلام یہ کہیں کہ آپ نے گولیوں کی بوچھاڑ میں سینہ تان کر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانا ہے' تو نعرہ لگاؤ گے؟ (انشاء اللہ لگائیں گے) جو ہر قربانی کے لئے تیار ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں (نعرہ تکبیر اللہ اکبر ختم نبوت زندہ باد)

خدا کی قسم اتنا والدین کو اپنے اولاد سے پیار نہیں' جتنا محمد ﷺ کو اپنی امت سے پیار ہے (سبحان اللہ)

اللہ ہمیں بھی اس نبی ﷺ کا وفادار بنائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین سے سچا پیار عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ سب سے میں راضی ہوں کہ آپ پورا ایک گھنٹہ بڑے انہماک سے محبت سے' الفت سے' رغبت سے' عقیدت سے' پیار سے کتاب و سنت کی باتوں کو سنتے رہے' موتی چنتے رہے...... اللہ تعالیٰ آپ کا آنا' بیٹھنا' بٹھانا' منظور فرمائے اور اس رات کی برکت سے خدا قبر کی رات کو روشن کردے۔ (آمین)

ہمارا عہد:

ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم جان دے دیں گے' مگر نبی اکرم ﷺ کا دامن نہیں دیں گے' ہم حلف وفاداری اٹھاتے ہیں کہ ہم جان

باقی صفحہ ۳۶ پر

مولانا شمس الدین ندوی

عالم اسلام کا اتحاد — کیوں اور کیسے؟

شاعر اسلام علامہ اقبال نے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ایک ولولہ انگیز پیغام دیا ہے جو یہ ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر
جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اڑگیا دنیا سے تو مانند خاک رہ گزر
تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

واقعہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ زوال بغداد' زوال اندلس اور زوال ترکی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور ایسی منتشر و پراگندہ کہ بکھرے ہوئے یہ ٹکڑے پھر کسی ایک مرکزی آئیڈیالوجی کے تحت اکٹھا نہ ہوسکے۔ اور مغربی فلسفہ قومیت یا نیشنلزم نے بھی اس افتراق و انتشار میں مزید شدت پیدا کی اور باہم شیر و شکر ہونے کی راہ میں وہ ایک سنگ گراں ثابت ہوا۔ آج کہنے کو تو دنیا کے نقشے پر پچاس کے قریب آزاد مسلم حکومتیں نظر آتی ہیں جو اقوام متحدہ کی رکن ہیں' مگر ان میں سے شاید ہی کوئی دو حکومتیں ایسی ہوں جن کے دل باہم پورے طور پر ملے ہوئے اور پوری طرح ہم آہنگ ہوں۔ کیونکہ ان کے درمیان نسلی' خاندانی' گروہی' لسانی' تہذیبی' نظریاتی اور جغرافیائی دیواریں حائل ہیں' اور یہ دیواریں غیر حقیقی ہیں' جن کو اونچا کرنے اور مضبوط بنانے میں مغرب کا ذہین دماغ کارفرما ہے' تاکہ آدم کے بیٹے مختلف گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ کر اور آپس ہی میں دست گریباں ہوکر ختم ہوجائیں۔

اسلام کی نظر میں یہ تمام قومی و نسلی اختلافات برائے تعارف اور ایک دوسرے کی پہچان کی غرض سے ہیں' نہ کہ ایک دوسرے سے عناد اور دشمنی پیدا کرنے کے لئے۔ مگر اس واضح تعلیم کے باوجود فلسفہ قومیت و وطنیت کی زد سب سے زیادہ اسلام ہی پر پڑی اور چھوٹی بڑی تمام مسلم قومیں اپنے آپ کو دیگر اقوام و ممالک سے ممتاز و برتر تصور کرنے لگیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عظیم ملت وجو وحدت امت کا آفاقی تصور لیکر دنیا میں آئی تھی خود ہی مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگ گئی۔ جیسا کہ ہم کو عصر جدید میں ترک و عرب' مصر و یمن' مصر و لیبیا' لیبیا و سوڈان' الجیریا و مراکش' انڈونیشیا و ملیشیا اور اب عراق و ایران کی باہمی کشمکش اور جدال و قتال کی شکل میں دکھائی دے رہا ہے۔ اس باہمی سر پھٹول اور غیر ضروری کشت و خون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ہوا اکھڑنے لگی اور ہم اپنے حقیقی دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے۔ بلکہ ہمارے وسائل آپسی نزاع اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے ہی میں صرف ہوگئے۔ اور دوسری حیثیت سے ہماری اس کمزوری کا ہمارے دشمنوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور خود ہم کو ایک تر نوالہ سمجھ کر ایک ایک کو ہڑپ کرنے کے خفیہ منصوبے بننے لگے' اس کا ایک بین ثبوت فلسطین ہے جو آج ہمارے لئے ایک "دیوار گریہ" کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ اسی طرح افغانستان کا خونیں واقعہ بھی ہمارے لئے ایک بہت بڑے سبق کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر ہمارے انتشار و افتراق کا یہی حال رہا تو پھر ہمارے ممالک کا خدا ہی حافظ ہے۔ دنیا کی حریص اور لالچی قومیں اپنے دانت تیز کئے ہم پر جھپٹنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ اگر ہم نے موجودہ صورتحال اور بین الاقوامی پوزیشن کو نہیں سمجھا تو پھر ایک ایک کرکے سب ختم ہوجائیں گے۔ فلسطین اور افغانستان کے واقعات عالم اسلام کو جھنجوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ اس نوشتہ دیوار کو پڑھنے کے باوجود بھی اگر وہ ہوش میں نہ آئے تو پھر اس کی بربادی کو کوئی روک نہیں سکتا۔

یوں تو پوری تاریخ اسلام ملت کے باہمی نزاعات اور افتراق و انتشار سے بھری ہوئی ہے' مگر زوال ترکی کے بعد پھر کوئی ایسی وسیع سلطنت قائم نہ ہوسکی جس کی مرکزی حیثیت ہوتی اور وہ تمام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرسکتی۔ ترکی کی بچی کھچی خلافت اگرچہ اسلام کی صحیح ترجمان تو نہیں

تھی مگر اس کی وجہ سے ایک بھرم قائم تھا۔ مگر یہ ملت اسلامیہ کی بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی تھی کہ ترکی کے مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنی سادہ لوحی کے باعث ۱۹۲۴ء میں خلافت اسلامیہ کو ختم کرکے وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کردیا اور اسلام اور مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ خلافت اسلامیہ کو کالعدم قرار دینے کا عمل انگریزوں کے اشارے پر عمل میں آیا تھا' جس کا فائدہ استعماریت نے اٹھایا۔ حکیم مشرق علامہ اقبال نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

ترکی کے زوال اور خلافت اسلامیہ کی تحلیل نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اس وسیع و عظیم اسلامی سلطنت کے حصے بخرے شروع ہوگئے۔ فرانس اور برطانیہ نے مشرق وسطی کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے انہیں زاغ و زغن کی طرح نوچنا شروع کردیا جو ترکی کے ماتحت تھے۔ پھر اسرائیل کی شکل میں عربوں پر ایک عذاب مسلط کرگئے' تاکہ وہ کبھی چین و سکون کا سانس نہ لے سکیں' لیکن افسوس کہ اسرائیل جیسا پھنکارنے والا اژدھا بھی عربوں کو باہم متحد نہ کرسکا اور وہ اس کے مقابلے سے عاجز رہ گئے۔

اسی طرح وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں جو آرمینیا' آذربائیجان' ترکمانستان' تاجکستان' ازبکستان' اور قزاقستان وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں' یہ بھی پوری طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہیں' جب انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ان مسلم سلطنتوں اور قبیلوں پر انگریزوں نے مختلف طریقوں سے قبضہ جمالیا۔ اور آج محض ان کے نام ہی نام باقی رہ گئے ہیں' حالانکہ ان علاقوں میں اکثریت مسلم قبائل کی ہے' جن کی مجموعی آبادی کئی کروڑ ہے۔

اگر مسلم ممالک کا کوئی کنفیڈریشن یا متحدہ بلاک یونین موجود ہوتا تو یہ صورتحال کبھی نہ پیش آتی۔ واقعہ یہ ہے کہ خود ہمارے اختلافات اور خانہ جنگیوں نے دوسروں کو ہم پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی ہے۔ جس طرح کہ اسپین کی خانہ جنگی کی بدولت وہاں سے اسلامی حکومت کا خاتمہ بالخیر بلکہ وہاں سے مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

پاکستان' افغانستان' ایران اور ترکی جغرافیائی اعتبار سے ایک زنجیر کی طرح ہیں۔ اگر ان چاروں ممالک کے درمیان کوئی کنفیڈریشن عمل میں آگیا ہوتا تو وہ روس کے لئے "دیوار چین" ثابت ہوسکتا تھا۔ اور اس صورت میں وہ افغانستان پر حملہ کرنے یا اپنی پٹھو حکومت کے ذریعہ اس پر قبضہ کرلینے کی بات کبھی نہ کرتا۔ پاکستان ایران اور ترکی کے درمیان کچھ عرصہ پہلے بہت گاڑھی چھنتی تھی۔ مگر گردش لیل و نہار کے باعث یہ اتحاد ٹوٹ گیا اور تعلقات سرد پڑگئے۔

اس وقت پاکستان' مصر اور ترکی میں احیائے اسلام کی تحریکیں کافی تیز ہیں اور دیگر ممالک میں بھی اسلامی تحریک سرگرم عمل ہے۔ لہٰذا اگر اسم قسم کے ممالک قریبی روابط قائم کرکے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے کام کریں تو ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کی راہیں ہموار ہوسکتی ہیں۔ صحیح نتائج برآمد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ چند ہم خیال ممالک ملکر کسی قسم کا باہمی کنفیڈریشن یا مشترکہ بلاک قائم کریں' تاکہ مسلم ممالک کی خارجہ پالیسی میں یکسانیت پیدا ہو۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس وقت دنیائے اسلام کے درمیان جتنے اختلافات پائے جاتے ہیں اتنے کبھی اور کسی دور میں نہیں تھے۔ ہر جگہ ایک عجیب و غریب قسم کی نظریاتی کشمکش برپا نظر آتی ہے اور مختلف و متضاد نظریات کے درمیان کسی قسم کا توازن دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ کوئی امریکہ کا حلیف ہے تو کوئی روس کا' کوئی اشتراکیت اور سوشلزم پر یقین رکھتا ہے تو کوئی مغربی جمہوریت کا نقیب دکھائی دیتا ہے۔ اور اس اعتبار سے ان سب کو کسی ایک نظریہ اور آئیڈیالوجی پر متفق و متحد کرنا ایک سخت مشکل کام ہے۔ مگر ہمیں بددل اور مایوس نہیں ہوجانا چاہئے' بلکہ اس راہ میں پورے عزم و حوصلے اور پورے صبر و سکون کے ساتھ اسلام کے ابدی پیغام کی تبلیغ کرنے اور عالم اسلام کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دینی چاہئے۔ اگر خدا نے چاہا تو تمام مشکلیں آسان ہوسکتی ہیں۔ کاش کہ "خلافت اسلامیہ" کا مرکزی کردار باقی رہتا جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی نظر میں ایک تقدس کا درجہ رکھتا تھا۔ اور اس بنا پر وہ اتحاد اسلامی کی ایک علامت تھا۔ آج بھی یہ نسخہ آزمایا جاسکتا ہے مگر اس راہ میں انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ علامہ اقبال نے اتحاد اسلامی کے لئے یہی پیغام دیا ہے۔

تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈکر اسلاف کا قلب و جگر

مسلم ممالک کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے خود غرضی اور جذباتیت کا مظاہرہ کیا تو پھر وہ پنپ نہیں سکیں گے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جذباتی سیاست اور غیر متوازن نظریات کا شکار ہوئے بغیر پوری سنجیدگی' خلوص اور دور اندیشی کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کی بھلائی کی خاطر کام کریں۔ اور ایسا کوئی اقدام نہ کریں جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں رخنے پڑسکتے ہوں۔ تب کہیں جاکر ہم اپنے مقاصد میں کامیاب اور سرخرو ہوسکتے ہیں۔

اس لحاظ سے آج ہم پر بہت بڑی اور بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہماری ذراسی

چوک بھی نہایت درجہ سنگین نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ اگر ہم نے موجودہ نازک صورتحال کو نہیں سمجھا اور تاریخ کے سبق کو فراموش کردیا تو پھر ہمارا ملی وجود ہی ختم ہوجائے گا۔ شاعر اسلام ہم کو یہی پیغام دے گئے ہیں کہ تمام مسلم ملکوں کو ایک جسد واحد اور ایک ملت واحدہ کی طرح رہنا اور سب کو متفق و متحد رہ کر اسلام کے کاز کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ ورنہ منتشر اور گلے سے الگ ہوجانے والی بکریوں کو بھیڑیا جس طرح ایک ایک کرکے چٹ کرجاتا ہے اسی طرح رنگ و نسل اور قومیت کی بنیادوں پر بٹ جانے والے اسلامی ممالک بھی ایک ایک کرکے طاقتور قوموں کا لقمہ تر بن جائیں گے۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

ایک دوسرے موقع پر انہوں نے وطنیت و قومیت کے اس غلط فلسفے اور غلط رجحانات پر اپنے مخصوص انداز اور طاقتور اسلوب میں تیشہ اس طرح چلایا ہے۔

ان تازہ خداؤں میں سب سے بڑا وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

نیز حکیم ملت نے اپنے ایک خطبہ صدارت میں اس موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حب وطن اور مذہب کے رشتہ و فرق کی وضاحت اس طرح کی ہے:

"میں یورپ کے پیش کردہ نیشنلزم کا مخالف ہوں، اس لئے کہ مجھے اس تحریک میں مادیت اور الحاد کے جراثیم نظر آتے ہیں اور یہ جراثیم میرے نزدیک دور حاضر کی انسانیت کے لئے شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ہیں۔ اگرچہ حب وطن ایک فطری امر ہے اور اس لئے انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک جزو ہے۔ لیکن جو شے سب سے زیادہ ضروری ہے وہ انسان کا مذہب، اس کا کلچر اور اس کی ملی روایات ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کے لئے انسانوں کو زندہ رہنا چاہئے۔ وہ خطہ زمین جس میں وہ رہتا ہے اور جس کے ساتھ عارضی طور پر اس کی روح وابستہ ہوتی ہے، اس لائق نہیں کہ اسے خدا اور مذہب سے برتر قرار دیا جائے۔" (اقتباس از خطبہ صدارت مسلم کانفرنس، منعقدہ لاہور ۱۹۳۲ء)

علامہ اقبالؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ خدا کے آخری پیغام اور دین ابدی ہی کی ترجمانی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون

ترجمہ: "اور تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں، لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔" (سورہ مومنون ۵۲)

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ترجمہ: "اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔" (آل عمران ۱۰۳)

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

ترجمہ: "تم ہی سربلند رہوگے اگر تم پوری طرح مومن رہے۔" (آل عمران ۱۳۹)

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین

ترجمہ: "عزت و بڑائی صرف اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور اہل ایمان کے لئے ہے۔" (منافقون ۸)

○

بقیہ: ختم نبوت کے موتی

دے دیں گے، محمد ﷺ کا دامن نہیں چھوڑیں گے، ہم جان دے دیں گے مگر ختم نبوت کا اعلان نہیں چھوڑیں گے، ہم خاندان دے دیں گے، مگر نبی ﷺ کا قرآن اور نبی کی شان نہیں چھوڑیں گے۔ ٹھیک ہے؟ (جی)

محمد ﷺ کی عزت کے لئے مرنا حرام موت ہے یا شہادت کی موت ہے؟ (شہادت کی موت ہے) پیغمبر ﷺ کی محبت فرض ہے یا نہیں؟ (فرض ہے) آپ کو اپنی اولاد اور ماں باپ سے زیادہ پیار ہے یا آپ ﷺ سے زیادہ پیار ہے؟ (آپ سے) مولانا! جہاں حقیقی باپ کام نہیں آئے گا، وہاں محمد ﷺ کام آئیں گے۔ (سبحان اللہ) جہاں کوئی پانی نہیں دے گا، وہاں محمد ﷺ پانی پلائیں گے، جہاں کوئی چھتری نہ ہوگی محمد ﷺ سایہ دیں گے، جہاں سارے پریشان ہوں گے، وہاں محمد ﷺ رو رو کر جنت کا ٹکٹ لے کر دیں گے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

السلام علیکم واقول قولی ہذا واستغفر اللہ العظیم

(از خطبات دین پوری جلد چہارم ص ۱۳۰ تا ۱۵۷)

بقیہ: جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کے تین بڑے مقاصد ہیں:

(۱) ایمان کی کسوٹی کہ اس موقع پر مومن و منافق پرکھے جاتے ہیں۔

(۲) استیصال فتنہ کہ دوسرے علاقوں میں ظلم و ستم ختم کرکے اللہ کے دین کو نافذ کیا جائے۔

(۳) مدافعت کہ اگر دشمن حملہ کردے تو پوری طرح مدافعت کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کرنے والا ایسے ہے جیسا روزہ دار عبادت گزار اور قرآن خواں جو کبھی روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے نہیں تھکتا، جس شخص کے پاؤں جہاد میں غبار آلود ہوئے اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ جنت میں شہید کو جہاد کی خواہش ہوگی کہ وہ بار بار دنیا میں جائے اور شہید ہو ہوکر واپس آئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جذبہ "جہاد" نصیب فرمائے۔ (آمین)

قارئین ختم نبوت کے نام

معزز قارئین واحباب ختم نبوت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے محدود وسائل کے باوجود توکل علی اللہ کے سہارے ناموس رسالت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور دشمنان اسلام کے (قادیانیت) تعاقب میں شب و روز مصروف عمل ہے۔ الحمدللہ! مجلس کو مثبت سرگرمیوں کے فروغ میں روشن کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں' یہ خوش فہمی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جو اصحاب بصارت اور اصحاب عقل و خرد سے پوشیدہ نہیں۔ قادیانیت ملت اسلامیہ کے جسد پر ایک رستا ہوا ناسور ہے' قادیانیت اپنے یوم پیدائش سے لے کر آج تک اپنے آقا انگریز کی شہ پر اسلام' پیغمبر اسلام رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملک وملت اسلامیہ کے خلاف شب و روز مصروف عمل ہے اور ملک وملت کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی' اس کے رد عمل میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وقت کے علماء و اولیاء کی قیادت و سیادت میں دشمنان اسلام کے تعاقب کا فریضہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں سرانجام دے رہی ہے۔ ہر سال لاکھوں روپے کے مفت لٹریچر اور پانچ چھ ضخیم اور تعمیری کتب کی اشاعت کے علاوہ ہفت روزہ "ختم نبوت" اور ماہنامہ "لولاک" ملتان کے ذریعے تحریری میدان میں سرگرم عمل ہے۔

قارئین محترم! ہفت روزہ "ختم نبوت" اپنی عمر کے سولہ سال مکمل کر چکا ہے اور سترھویں جلد کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل خالصتاً" تبلیغ دین اور عقیدہ ختم نبوت کا علمبردار ہے' اس لئے اس کا زر تعاون مناسب رکھا گیا ہے تاکہ کسی فرد پر بوجھ نہ ہو اور ہر شخص رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ میں باآسانی حصہ لے سکے۔ ختم نبوت کا خود مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو ترغیب دے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں' خود بھی ممبر بنیں اور احباب کو بھی ممبر بنائیں۔ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تو ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کے لئے تمام مسلمانوں پر علماء ہوں یا عوام' تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ' موجودہ حالات میں بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ختم نبوت کے عقیدے سے متعلق تمام ضروری صحیح معلومات کے ساتھ دشمنان ختم نبوت کے تبلیغی حربوں اور تزویری ہتھکنڈوں سے خود واقفیت حاصل کریں اور احباب اور حلقہ تعارف کو بھی یہ سب معلومات و واقفیت بہم پہنچانے کا اہتمام کریں۔ آپ جس محلے اور گلی میں رہتے ہوں یا دفتر کا کارخانہ یا کسی بھی شعبہ زندگی سے وابستہ ہیں اپنے قرب وجوار میں موجود قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں' ان کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیوں کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تک اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے پہنچائیں۔ اس طرح انشاء اللہ العزیز آپ کے قرب وجوار کے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کے تحفظ کا اہتمام بھی ہوگا اور عقیدہ ختم نبوت کے محافظین میں شمولیت کی برکات کا حصول بھی اور بروز قیامت شافع محشر خاصہ کائنات رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا استحقاق بھی میسر آسکے گا۔

☆ مبلغین "ختم نبوت" سے گزارش ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی رپورٹیں کم از کم ہر ماہ ضرور بھیجیں۔

☆ مضامین نگار حضرات اور نمائندگان خصوصی سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مضامین' رپورٹیں اور خبریں خوش خط اور کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ رپورٹیں اور خبریں شعبہ اخبار "ختم نبوت" کو بھیجیں۔ فوٹو کاپی ہرگز نہ بھیجیں۔

☆ ہفت روزہ "ختم نبوت" کے لین دین' زر تعاون اور تبدیلی پتہ جات کے بارے میں خط و کتابت براہ راست سرکولیشن منیجر سے کریں۔

جزاکم اللہ

والسلام

ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ' کراچی

REGD. NO. SS-160

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور، فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پُر نور اور ابدی اُجالے میں آ گئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غداری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آئیے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل • صفحات: 564
قیمت -/200 روپے • جماعتی کارکنوں کے لئے خصوصی رعایت قیمت صرف 100 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 514122

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور
فون 7237500